192

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 22-اکتوبر 2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

مسودہ قانون تعلیم القرآن و سیرت انسٹیٹیوٹ پنجاب 2014

ایک وزیر مسودہ قانون تعلیم القرآن و سیرت انسٹیٹیوٹ پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

عام بحث

جمہوریت سے متعلقہ قرارداد پر عام بحث

194

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

بدھ، 22-اکتوبر 2014

(یوم الاربعاء، 26-ذی الحج 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 22 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

قُلۡ صَدَقَ اللّٰهُ

فَاتَّبِعُوۡا مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۹۵﴾
اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى
لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۹۶﴾ فِيۡهِ اٰيٰتٌ ۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ ۚ وَمَنۡ
دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ
اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ؕ وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ
الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۹۷﴾

سُوۡرَةُ آل عِمرَان آیات95 تا97

کہہ دو کہ اللہ نے سچ فرمادیا پس دین ابراہیمؑ کی پیروی کرو جو سب سے بے تعلق ہو کر ایک (اللہ) کے ہو رہے تھے اور مشرکوں سے نہ تھے (95) پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکے میں ہے بابرکت اور جہاں کے لئے موجبِ ہدایت (96) اور اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا اس نے امن پالیا اور لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ بھی اہلِ عالم سے بے نیاز ہے (97)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ وآلہ
جسے چاہا در پہ بلا لیا
جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے
میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا
مجھے عشق احمد عطا کیا
ہو بھلا حضور کی آل کا
مجھے مرنا جینا سکھا دیا
کیوں نہ اشک بار رہا کروں
کیوں نہ بے قرار رہا کروں
جو قرار آئے نہ بن تیرے
تو تو ہی بتا میں کیا کروں
صلو علیہ وآلہ صلو علیہ وآلہ

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جب سپیکر بول رہا ہو تو مہربانی فرمائیں آپ تشریف رکھیں۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ ٹرانسپورٹ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ جب وقفہ سوالات ختم ہو گا تو اس کے بعد میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر بھی دوں گا۔

اسمبلی اجلاس تاخیر سے شروع کرنے اور قائد حزب اختلاف کے بغیر اجلاس کی کارروائی چلانے پر جناب سپیکر سے رولنگ کا مطالبہ

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! وقفہ سوالات شروع ہونے سے پہلے میری عرض سن لیں بہت اہمیت کا معاملہ ہے۔ میری درخواست ہے کہ پہلے اس چیز کو under consideration لایا جائے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ 10:00 بجے کا اجلاس ہے 11:30 پر اجلاس شروع ہوا ہے ڈیڑھ گھنٹہ اس وقت میں سے لیا گیا ہے جس میں ہمیں ہی نہیں بولنے دیا جاتا کیونکہ وقت کی کمی کی ہر تلوار ہمارے اوپر چلائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! آپ چیک کر لیں کہ اپوزیشن یا جتنے بھی ممبران یہاں پر آئے ہیں وہ یہاں پر کس وقت پہنچے تھے اور اجلاس کس وقت شروع کیا گیا ہے۔ آپ ہماری حق تلفی نہیں کر سکتے کہ ساڑھے گیارہ بجے ٹہلتے ٹہلتے پہنچیں، وزیر قانون ابھی بھی چیمبر ہال کے اندر تشریف نہیں لائے ہیں یہ ہے پہلی بات اور میری اگلی بات یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف نے resign دیا ہوا ہے۔ ہمیں آپ کی طرف سے اپوزیشن کی جو باقی پارٹیاں ہیں رولنگ چاہئے کہ اس طرح اسمبلی کا بزنس کیسے چل سکتا ہے یا اُن کے resigns قبول کئے جائیں وہ حکومت کا معاملہ ہے یا جناب آپ کی طرف سے ہمیں رولنگ دی جائے کہ قائد حزب اختلاف کی غیر موجودگی میں یہ سارا نظام کیسے چلے گا؟ ہم حکومت کو چوپڑی اور دو دو نہیں کھانے دیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ میں اس پر رولنگ دے دوں گا۔ اپوزیشن تو موجود ہے آپ اپوزیشن نہیں ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ دیکھیں! میری بات سنیں انہوں نے جو استعفے دیئے ہیں قانون کے مطابق میرے پاس میرے دفتر میں پہنچے اور میں نے انہیں call کیا ہے وہ ابھی تک تشریف نہیں لائے اور پھر اس کے بعد ان کو دوبارہ بھی لیٹر لکھا گیا ہے وہ تشریف نہیں لائے، جب تک وہ آئیں گے نہیں satisfy نہیں کریں گے سپیکر کو کہ آیا under threat انہوں نے استعفے دیئے ہیں یا اپنی مرضی سے دیئے ہیں، میں اس وقت تک کیسے اس کو منظور کر سکتا ہوں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! باقی parties کا کیا قصور ہے؟ اگر یہ آپ کا اور تحریک انصاف کا معاملہ ہے تو اس کے اندر ہم اپوزیشن ہیں اور ہمارا لیڈر آف اپوزیشن نہیں۔ آپ اس کے اوپر رولنگ دے دیں کہ جب تک معاملہ resolve نہیں ہوتا آپ اس کے اوپر ہمیں بتا دیں کہ اس طرح سے ہو سکتا ہے۔ جب اجلاس شروع ہوتا ہے تو سپیکر، ڈپٹی سپیکر اور اپوزیشن لیڈر۔۔۔

جناب سپیکر: وہ ضروری نہیں ہے، مہربانی۔ میری طرف سے وہ ممبر ہیں، میرے کاغذات میں لیڈر آف اپوزیشن موجود ہیں۔ اُن کے استعفے ابھی منظور نہیں ہوئے۔ آپ بولیں جو آپ کہنا چاہتے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! کس capacity میں بولیں؟

جناب سپیکر: آپ ممبر کی حیثیت سے بولیں،

You are member of Provincial Assembly of the Punjab

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی آپ کی No point of order آپ کی amendments آئی ہیں ہم اُن پر بھی غور کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مجھے اُن کی بات سننے دیں، آپ نے کیا شروع کر دیا؟ مہربانی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! مجھے اگلی بات بھی کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اگلی بات بھی کر لیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ کل پیپلز پارٹی کے ممبران کے ساتھ حکومت نے commitment کی تھی کہ ایل ڈی اے کی کمیٹی اور جو اُن کی تحریک التوائے کار kill کی گئی

ہے اُس کے اوپر اُن کے جو تحفظات ہیں اُن کی تلافی کی جائے گی۔انہوں نے یہ کہا ہے کہ جب تک اُن تحفظات کو دور نہیں کیا جائے گا وہ باہر بیٹھے رہیں گے۔ میں نے اُن کا پیغام آپ تک پہنچا دیا ہے اس پر حکومت جو step لینا چاہتی ہے وہ لے لے۔ کل وہ واک آؤٹ کر کے گئے تھے آپ نے ایک وزیر صاحب کو بھیجا تھا وہ آگئے تھے لیکن انہوں نے کہا تھا کہ اس commitment پر جب تک عمل نہیں ہو گا باہر بیٹھنا اُن کا decision ہے۔ میں نے آپ کو یہ convey کر دیا ہے اب اس پر آپ فیصلہ لے لیں۔

جناب سپیکر: اب میں اُن سے گزارش کروں گا کہ میں جب office میں بیٹھوں تو وہ ضرور وہاں تشریف لائیں، ان کے جو grievances ہوں گے وہ دور کئے جائیں گے لیکن ایوان میں ان کو آنا چاہئے، میرے خیال میں واک آؤٹ تو نہیں کیا، انہوں نے واک آؤٹ کیا ہوا ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں اُن کا نمائندہ نہیں ہوں۔ میں نے اُن کا پیغام آپ تک پہنچا دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپوزیشن کے نمائندے ہیں اور کیا ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کہاں ہیں؟

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف سے جا کر پوچھیں، آپ کہاں ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! حکومت کیوں نہیں پوچھتی؟

جناب سپیکر: مجھے کیوں پوچھتے ہیں؟ میرے کاغذوں میں تو وہ موجود ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر آپ اس ایوان کے Custodian ہیں۔

جناب سپیکر: رولز کے مطابق ابھی تک وہ member of the House ہیں، قائد حزب اختلاف موجود ہیں۔ جی، Lets proceed further now مہربانی آپ کی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: It is not necessary میں اُن کو زبردستی لا سکتا ہوں؟ Is it possible? میں تو اُن کو ہر روز کہتا ہوں کہ تشریف لائیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! تو آپ قائد حزب اختلاف کو کیوں نہیں ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے لیڈر کو لے کر آئیں، مجھے کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ کا لیڈر ہے ۔۔۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا لیڈر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، قائد حزب اختلاف ہیں you are in opposition یہ آپ کا مشترکہ ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اجلاس 11:30 پر شروع نہیں ہوا۔ یہ سردار وقاص حسن مؤکل صاحب نے درست بیان نہیں فرمایا۔ 11:30 پر تو انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے اُس سے پہلے نعت رسول مقبول ﷺ ہوئی۔

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: چلیں، کوئی بات نہیں، اسے چھوڑ دیں، بس ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں ہم سب کو ٹائم کی پابندی کرنی چاہئے اس میں برائی کی کیا بات ہے۔ اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ پہلا سوال نمبر 436 جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے جن کی membership suspend ہے لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 437 بھی جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 463 ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو منع کرتا ہوں؟ It is the property of this House. You are allowed to do it, if you want to do اگر نہیں تو پھر dispose of

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! ڈاکٹر مراد راس کا سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اب وہ سوال dispose of ہو گیا ہے۔ آپ بولے نہیں ہیں۔ جی، اگلا سوال سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کا ہے،

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 466 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور: اولڈ سٹیزن اور معذور افراد کے لئے رعایتی کارڈ جاری کرنے کی تفصیلات

*466: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا حکومت ضلع قصور کے اولڈ سٹیزن اور معذور افراد کے لئے اربن ٹرانسپورٹ پر سفر کرنے کے لئے رعایتی کارڈ جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا حکومت طلباء و طالبات کے لئے بھی تمام کیٹیگری کی ٹرانسپورٹ میں سفر کے لئے سٹوڈنٹ کارڈ جیسا کہ پہلے جاری کئے گئے تھے، جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) فی الحال گورنمنٹ ایسا کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے۔

(ب) فی الحال گورنمنٹ ایسا کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اس سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "گورنمنٹ کسی قسم کا کوئی student card اور نہ ہی کوئی رعایتی کارڈ دینے کا اردہ رکھتی ہے۔" میرا سوال یہی ہے کہ policies میں discrepancy کیوں ہے؟ میٹرو بس سروس پر 20 روپے سبسڈی ہے تو یہ بے چارے اس کے اندر کیوں نہ لکھے گئے ہیں اور معذور افراد اور جو students ہیں تو اُن کو کیوں اس چیز کے اندر include نہیں کیا جارہا؟ پالیسی یا تو uniform ہو، پورے پنجاب میں کہیں پر بھی کسی ایک روپے کی بھی کسی کو آپ سبسڈی نہ دیں تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ یہ کیا کہ آدھا تیتر آدھا بٹیر لاہور میں سبسڈی ہے اور باقی اگر قصور ضلع ہے یا معذور افراد ہیں یا نادار ہیں یا students ہیں تو ان کے لئے نہیں ہے تو اس پر وزیر موصوف موجودہ policies پر اپنے point of view سے ہمیں آگاہ کریں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ اس پر پنجاب ٹرانسپورٹ پالیسی کیا کہتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں انہوں نے جو ضمنی سوال کیا ہے اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو بات کی ہے وہ میں مانتا ہوں لیکن فی الحال گورنمنٹ ایسا کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے۔ ان کے سوال کے دو جز ہیں ایک (الف) اور دوسرا (ب) انہوں نے جو بات کی ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ

ڈیپارٹمنٹ سے بات کر کے آپ کو بتاؤں گا لیکن حکومت فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ رعایتی کارڈ صرف ان جگہوں پر دیئے جاتے ہیں جہاں حکومت نے سبسڈی کے لئے بسیں چلائی ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! انہوں نے جو بات پوچھی ہے وہ جواب دیں آپ نے وہ جواب نہیں دیا۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ discrepancy کیوں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ فی الحال رعایتی کارڈ صرف اس جگہ پر دیئے جا رہے ہیں جہاں پر حکومت سبسڈی دیتی ہے اور انہوں نے جو قصور کا پوچھا ہے تو وہاں پر ایسا کوئی منصوبہ نہیں ہے، جب وہ آئے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کو بھی کارڈ مل جائیں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! انہوں نے میرا سوال شاید سمجھا نہیں ہے یا میں سمجھا نہیں سکا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پالیسی کیا کہتی ہے کہ سبسڈی کس بنیاد پر دی جائے، میٹرو بس سروس میں کیوں دی گئی؟ میں ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی سیاسی سوال نہیں ہے بلکہ بڑا سیدھا سادہ سا عام پبلک کا سوال ہے کہ ٹرانسپورٹ کا محکمہ ادھر سبسڈی کیوں دے رہا ہے اور باقی جگہوں پر کیوں نہیں دے رہا؟ میرا سوال policy level کا ہے جواب تو میں نے پڑھ لیا ہے اس کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ میرے سیدھے سادے سوال کا سیدھا سیدھا جواب دیں۔ اگر ان کے پاس جواب نہیں ہے تو بتا دیں کہ ہمارے پاس جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اطمینان سے کھڑے ہو کر ان کی بات کا جواب دیجئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! انہوں نے نیا سوال کیا ہے لیکن یہ بات میں already کر چکا ہوں کہ جہاں پر سبسڈی ہے وہاں پر کارڈ ہے۔ انہوں نے یہ بات کی ہے اور میں نے واضح کر دیا ہے۔ انہوں نے جو پوچھا ہے وہ میں تفصیل سے بتا رہا ہوں لیکن ابھی جو وہاں پر ٹرانسپورٹ بس چل رہی ہے، وہاں پر لوگ afford نہیں کر سکتے۔ صرف قصور ہی نہیں بلکہ پورے پنجاب میں چیک کریں وہاں پر جو پرائیویٹ ٹرانسپورٹ چل رہی ہے تاکہ وہاں پر کوئی لڑائی جھگڑا وغیرہ نہ ہو اس لئے وہاں پر کارڈ جاری نہیں ہو سکتا۔ جب یہاں قصور میں سبسڈی کے حوالے سے ٹرانسپورٹ چلے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ کارڈ بھی جاری ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب! آپ ذرا تشریف لے جائیں میرے خیال میں باہر لابی میں سردار شہاب الدین خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ پیپلز پارٹی کے ہمارے ساتھی ہیں اور کسی بات سے تھوڑا سا ناراض ہیں۔ میں ان کی ناراضگی اپنے آفس میں بیٹھ کر ضرور دور کروں گا ان کو کہیں کہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر کان کنی و معدنیات جناب شیر علی خان سردار شہاب الدین خان کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ کا تعلق ضلع قصور سے ہے؟

جناب سپیکر: میرا تعلق؟

سردار وقاص حسن موکل: جی۔

جناب سپیکر: جی، ہاں۔ فرمائیں میرے لئے کیا حکم ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ایک سوال ہے چونکہ یہ ضلع قصور سے متعلقہ تھا اس لئے میں نے آپ کو بھی اس میں include کیا ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ ضلع قصور کے اندر پرائیویٹ بسیں چل رہی ہیں تو کیا Busco service پرائیویٹ ہے؟

جناب سپیکر: کون سی؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! Busco Service جو آپ کی طرف جاتی ہے، چونیاں جاتی ہے، قصور جاتی ہے، الہ آباد جاتی ہے اور کنگن پور تک بھی جاتی ہے۔ ان سے پوچھیں کہ کس وقت حکومت اپنا طریق کار بدلے گی؟ اگر ان کو پالیسی کا نہیں پتا تو میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن وہ بات تو ٹھیک کریں۔ کون سی private service بھلا private services کی سبسڈی میں کیوں پوچھوں گا؟ میرا تو اپنا پرائیویٹ کام ہے تو میں ان کو کہوں گا کہ حکومت سبسڈی دے۔ سرکاری transportation پر سبسڈی کی بات ہو رہی ہے اور وہ آگے سے کہہ رہے ہیں کہ یہ private services ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! یہاں پر اربن ٹرانسپورٹ ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! گیلری سے پرچیاں آ رہی ہیں آپ ان سے کہیں کہ میں پانچ منٹ دیتا ہوں تاکہ سیکرٹری ٹرانسپورٹ ان کو تفصیل سے بتادیں کہ انہوں نے کیا جواب دینا ہے، یہ جواب تو ٹھیک دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! یہاں پر اربن ٹرانسپورٹ ہے اور پانچ بڑے شہروں میں اربن ٹرانسپورٹ ہے جہاں پر سبسڈی بھی دی جا رہی ہے اور وہاں پر یہ رعایتی کارڈ بھی جاری ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ذرا مائیک سے تھوڑا پیچھے ہٹ جائیں تاکہ مجھے بھی سمجھ آئے، مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اطمینان سے کھڑے ہو کر بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ جہاں پر اربن ٹرانسپورٹ ہے وہاں پر سبسڈی بھی دی جا رہی ہے اور وہاں پر یہ کارڈ بھی جاری کئے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے اسی حوالے سے قصور کی بات کی ہے تو وہاں پر اربن ٹرانسپورٹ ہے اور نہ ہی کوئی سبسڈی والا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ اگلا ضمنی سوال کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! مجھے ابھی پچھلے سوال کا جواب نہیں ملا میں اگلا ضمنی سوال کیا پوچھوں؟ میرا سوال صرف اتنا تھا کہ گورنمنٹ نے discrepancy کیوں رکھی ہوئی ہے اور کس پالیسی کے تحت رکھی ہے؟ یہ کوئی گورنمنٹ کا official letter دکھا دیں، کسی چیز کا حوالہ دے دیں یا پھر یہ admit کر لیں کہ ایک جگہ تو یہ سہولت ہے باقی پورے صوبے میں نہیں ہے کیونکہ وہ پنجاب کے رہنے والے نہیں ہیں اور وہ مستحق نہیں ہیں تو میں مان لیتا ہوں۔ ابھی تک میرے پہلے سوال کا جواب نہیں آیا اور آپ مجھے اگلا ضمنی سوال کا کہہ رہے ہیں یا پھر یہ یوں کہیں کہ ہماری کوئی پالیسی نہیں ہے ہم نے اپنی مرضی سے جہاں ہمارا دل کیا وہاں سبسڈی دے دی اور جہاں دل نہیں کیا وہاں نہیں دی۔

(شور و غل)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

بات کی سمجھ نہیں آ رہی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ ذرا آرام آرام سے ان کو سمجھا دیں۔ یہ مطمئن نہیں ہیں۔ آپ انہیں دوبارہ اچھی طرح سے سمجھا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! گورنمنٹ اس پر plan کر رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ جب plan مکمل ہو جائے گا تو ان کو بتا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ planning کر رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سردار شہاب الدین خان واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

Thank you very much. Welcome جی، سردار وقاص صاحب! آپ کا ضمنی سوال ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ پانچ سالہ یا پچیس سالہ منصوبہ ہے اگر اس کا ہمیں کوئی time frame بتا دیں تو میں اس کو صدق دل سے قبول کر لوں گا۔ کیا اب تک حکومت صحیح نہیں تھی، پبلک ٹرانسپورٹ کب سے شروع ہوئی ہے؟ جب سے پاکستان قیام میں آیا ہے اس وقت سے کوئی نہ کوئی، کسی نہ کسی طریقے سے تو پبلک ٹرانسپورٹ چل رہی ہے اور 2014 کو یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت سوچ رہی ہے۔ جب میں نے سوال کیا تو ان کو خیال آ گیا۔ ہمیں ٹائم دے دیں کہ کب تک حکومت یہ پالیسی بنا لے گی؟

جناب سپیکر: جی، بتا دیں کہ حکومت کب تک یہ پالیسی بنا لے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! اربن ٹرانسپورٹ کے حوالے سے پانچ بڑے شہر ہیں جہاں پر اربن ٹرانسپورٹ چل رہی ہے۔ وہاں پر پالیسی تو ہے لیکن یہ جو قصور کی بات کر رہے ہیں ابھی انٹر سٹی پالیسی بڑے شہروں میں open کی ہوئی ہے انشاء اللہ چھوٹے شہروں میں بھی ہم رسائی کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلیں، وہ مطمئن ہو گئے ہیں آپ کی مہربانی۔ اگلا سوال نمبر 533 محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 537 بھی محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 775 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 875 میاں محمود الرشید صاحب کا ہے ان کی ممبر شپ suspend ہے یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال نمبر 1026 ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے۔۔۔ان کی بھی ممبر شپ suspend ہے اس لئے اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1027 بھی ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے۔۔۔اس لئے اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1035 جناب آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1036 بھی جناب آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1040 شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں، کچھ تھوڑا سا خیال کریں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ ہی میرا خیال نہیں کرتے، میں تو آپ کا بہت خیال کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 1041 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1219 ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1423 راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں آ گئی ہوں۔

جناب سپیکر: وہ تشریف لے آئی ہیں۔ آپ کا پہلا سوال dispose of ہو گیا ہے۔ یہ دوسرا سوال ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! مہربانی کریں اس سوال کو بھی entertain کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ جا چکا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1424 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: شمالی لاہور میں چلنے والی بسوں اور ویگنوں کی تفصیلات

*1424: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شمالی لاہور میں کتنے روٹس پر ویگنیں اور کتنے روٹس پر بسیں چل رہی ہیں الگ الگ تفصیل سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شمالی لاہور میں ایک پرائیویٹ کمپنی کو نوازنے کے لئے عرصہ دراز سے ویگنیں بند کر دی گئی ہیں؟

(ج) شمالی لاہور میں چلنے والی ویگنوں کی تعداد کتنی ہے نیز ہر روٹس کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) شمالی لاہور میں اس وقت سات روٹس پر ویگنیں چل رہی ہیں اور اسی طرح 8 روٹوں پر بسیں اور مزدے / منی بسیں چلائی جارہی ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ کسی بھی پرائیویٹ کمپنی کو نوازنے کے لئے ویگنوں کے روٹس بند کئے گئے۔ لاہور شہر میں عوام الناس کو سفری سہولیات کے پیش نظر 2006 میں حکومت پنجاب نے ٹرانسپورٹ ماہرین کے زیر نگرانی لاہور شہر کا سروے کروایا گیا جس میں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے ٹرانسپورٹ اور اربن پلاننگ کے ماہرین شامل تھے۔ اس جامع سٹڈی کے مطابق پنجاب گزٹ 2006 مرتب کیا گیا۔ پنجاب گزٹ 2006 کے مطابق لاہور شہر کے تمام روٹس کا بغور جائزہ لیا گیا جس میں ویگنوں اور بسوں کے روٹس کو حتمی شکل دی گئی جو کہ منظوری کے بعد لاگو کر دیا گیا۔ شہر لاہور بشمول شمالی لاہور کے لئے چلنے والے تمام روٹس (بس، ویگن) اسی جامع سٹڈی کے مطابق چلائے جارہے ہیں اس لئے یہ کہنا درست نہ ہے کہ کسی پرائیویٹ کمپنی کو نوازنے کے لئے ویگنوں کے روٹس کو بند کیا گیا۔

(ج) شمالی لاہور کی طرف جانے والے مختلف روٹس پر چلنے والی بسوں اور مزدوروں کی تعداد ذیل میں تفصیلاً بیان کی جارہی ہے۔

روٹ نمبر 108 (جنرل بس سٹینڈ تا ہیر پنڈ براستہ گڑھی شاہو، دھرمپورہ)	=	59
روٹ نمبر 111 (ریلوے سٹیشن تا بھوگیوال براستہ اک موریہ، داتا نگر، اعظم پارک)	=	18
روٹ نمبر 119 (اک موریہ پُل، کواپ سٹور، مغلپورہ)	=	0
مذکورہ روٹ نمبر 119 بوجہ غیر قانونی چنگ چی رکشا ویگن مالکان نے چلانا بند کر دیا۔		
روٹ نمبر 128 (بھاٹی گیٹ تا گجر پورہ سکیم)	=	23
روٹ نمبر 129 (بھاٹی گیٹ تا چائنہ سکیم)	=	0
مذکورہ روٹ نمبر 129 بوجہ غیر قانونی چنگ چی رکشا ویگن مالکان نے چلانا بند کر دیا۔		

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 1627 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2190 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے اور ان کی request آئی ہے لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کی طرف سے ہے، میاں صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 2288 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: بس اور ویگن سٹینڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2288: میاں طارق محمود: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں کل کتنے بس اور ویگن سٹینڈز ہیں اور ان میں منظور شدہ بس سٹینڈز کتنے ہیں؟

(ب) ان سٹینڈز پر عوام کے لئے کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ج) گزشتہ دو سالوں کے دوران ضلع گجرات میں بسوں / ویگنوں کے اڈوں سے کل کتنی آمدن ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) ضلع گجرات میں کل 16 ویگن / بس سٹینڈز ہیں اور یہ تمام سٹینڈز منظور شدہ ہیں۔

(ب) موٹر وہیکلز رولز 1969 کی شق 256 کے تحت مسافروں کے لئے تمام سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔ ان تمام سٹینڈز کا وقتاً فوقتاً دورہ کیا جاتا ہے اور تمام بنیادی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے جیسا کہ مسافروں کے لئے ٹھنڈے پانی کے کولر، اچھے صاف ستھرے ٹائلٹ اور بیٹھنے کے لئے خواتین و حضرات کے لئے الگ الگ ویٹنگ رومز نیز ڈینگی سے بچاؤ کے لئے حکومت کی ہدایات کے مطابق سپرے کروائے گئے اور حفاظتی تدابیر کا شعور اُجاگر کرنے کے لئے بینرز فلیکس وغیرہ آویزاں کروائے گئے ہیں۔

(ج) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن (ایم ٹی اے) گجرات کو گزشتہ دو سالوں میں بس سٹینڈ لاری اڈا کی نیلامی سے۔/15,400,000 روپے کی آمدن ہوئی جبکہ ویگن سٹینڈز کی دو سال کی آمدن ۔/312,000 روپے رہی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ موٹر وہیکلز رولز 1969 کی شق 256 کے تحت مسافروں کے لئے تمام سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔ ان تمام سٹینڈز کا وقتاً فوقتاً دورہ کیا جاتا ہے اور تمام بنیادی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے جیسا کہ مسافروں کے لئے ٹھنڈے پانی کے کولر، اچھے صاف ستھرے ٹائلٹ اور بیٹھنے کے لئے خواتین و حضرات کے لئے الگ الگ ویٹنگ رومز نیز ڈینگی سے بچاؤ کے لئے حکومت کی ہدایات کے مطابق سپرے کروائے گئے ہیں اور حفاظتی تدابیر کا شعور اُجاگر کرنے کے لئے بینرز فلیکس وغیرہ آویزاں کروائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے تو آپ کہہ رہے تھے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے اور آپ اس کو خود سے پڑھ رہے ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جو جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے یہ درست ہے اور کیا یہ ساری سہولتیں وہاں پر موجود ہیں؟

جناب سپیکر: وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ جز (ب) میں جو جواب دیا گیا ہے کیا یہ درست ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! یہ جواب جو لکھا ہوا ہے یہ درست ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو سوال ہم لاتے ہیں تو وہ عوامی فلاح و بہبود اور مفاد کے لئے لاتے ہیں۔ بسوں اور ویگنوں کے اڈوں کا standard آپ جانتے ہیں، میں جانتا ہوں اور سارا ایوان بھی جانتا ہے کہ کیسا ہے۔ یہ مفاد عامہ کا مسئلہ ہے مجھے صرف پورے ضلع گجرات میں سولہ سٹینڈ بتائے ہیں اور ان میں ایک بھی سٹینڈ ان سہولتوں کے مطابق ہے تو اس کا visit کر لیں اور دیکھ لیں۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر کہہ دیا جائے کہ کہیں بھی کوئی اڈا standard کے مطابق ہے تو بالکل مان لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے تو کہہ دیا ہے آپ بتائیں کیونکہ آپ ضمنی سوال کر رہے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ صرف ایک اڈا بتادیں جو standard کے مطابق ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے تو سولہ اڈوں کا بتایا ہے اور آپ ایک کی بات کر رہے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ کیا ایک بھی standard کے مطابق ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ آپ کو چیلنج کر رہے ہیں، آپ اس کے بارے میں کیا کہیں گے بتائیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جب سہولتیں وہاں پر نہ ہوں تو چیلنج کرنا پڑتا ہے۔ یہ بتادیں کہ انہوں نے گجرات میں کوئی ایک ایسا اڈا بنایا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، میاں صاحب! میری بات سنیں۔ انہوں نے جن کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان تمام میں یہ سہولیات موجود ہیں۔ آپ کوئی نشاندہی کریں کہ کون سا ایسا اڈا ہے جس میں یہ سہولتیں نہیں ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ کھاریاں جی ٹی روڈ کے ساتھ ایک بس سٹینڈ ہے، سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے تفصیل ہی نہیں دی کہ اگر سولہ اڈے منظور شدہ ہیں تو وہ کون کون سے ہیں اور یہ انہیں دینی چاہئے تھی۔ اس کے بعد میں صرف یہ کہتا ہوں کہ کھاریاں جی ٹی روڈ پر ہے، لالہ موسیٰ جی ٹی روڈ پر ہے ان پر کوئی سہولتیں نہیں ہیں، ان سہولتوں کے لئے محکمہ ٹرانسپورٹ کیا کچھ کرنا چاہتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! جس طرح میرے بھائی بات کر رہے ہیں میں نے پچھلے ماہ تین شہروں کا visit کیا جن میں راولپنڈی کا اڈا پیرودھائی شامل ہے، فیصل آباد اور گوجرانوالہ بھی شامل ہیں۔ میرے بھائی نے بات کی ہے میں ان کے ساتھ ہوں اور اکٹھے چل کر اس کو چیک کر لیتے ہیں اور اگر وہاں پر کوئی کمی بیشی ہے تو اس کو مل کر دور کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر وہاں پر ثابت ہوا کہ کوئی سہولت نہیں ہے تو وہاں جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے ساتھ چلیں کیونکہ میرا متعلقہ ڈویژن بھی گوجرانوالہ ہے اور یہ میرے بھائی گجرات کے رہنے والے ہیں ان کے ساتھ جا کر چیک کر لیتے ہیں اور اگر کوئی معاملہ ہو گا تو حل کر دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! بڑی اچھی بات ہے، ان کے ساتھ سیکرٹری ٹرانسپورٹ بھی ہوں اور وہ اڈے ضرور چیک کریں۔ مجھے بھی ساتھ لیں تو میں بھی ان کے ساتھ ہوں گا اور ان میں جو کوتاہیاں ہیں ان کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے وہ کریں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے on the floor of the House جو کہا ہے مجھے ان کی بات سے اتفاق ہے۔ یہ بتادیں کہ یہ کب جائیں گے یا کتنے عرصے کے اندر اندر جائیں گے ؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب محرم کے بعد ہی جائیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ایک مہینہ وقت کافی ہے، اگر یہ سیکرٹری ٹرانسپورٹ اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب ان اڈوں کا visit کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! دسویں محرم کے بعد پروگرام رکھ لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! موصوف خود ٹائم دے دیں، میں خود اسی ٹائم پر پہنچ جاؤں گا۔

جناب سپیکر: جی، ان کو بتادیں اور آپس میں coordinate کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! اجلاس کے بعد آپ مجھے ٹائم دے دیں۔۔۔

میاں طارق محمود: آپ کی تو بات نہیں ہے، آپ کی اور میری کون سنتا ہے، سیکرٹری ٹرانسپورٹ ہوں گے پھر بات ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ اپنا tour programme بتادیں یا ان کو telephonic message دے دیں کہ فلاں تاریخ کو میں آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! اجلاس کے بعد ان کو بتا دیتے ہیں۔ سیکرٹری ٹرانسپورٹ بھی ہوں گے اور میں بھی ہوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے آپ کی مرضی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا اس میں آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ جن اڈوں پر سہولتیں نہیں ہیں اور غلط طریقے سے بنے ہوئے ہیں کیا ان کے خلاف ایکشن لیں گے؟

جناب سپیکر: جی، انہوں یہ کہہ دیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب کی بات ذرا غور سے سنیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے شفقت اور مروت فرمائی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ شکریہ کی بات نہیں ہے، آپ کا حق ہے اور آپ اپنا حق استعمال کریں۔ میں کچھ نہیں کہتا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! حق تو میرا اس وقت بھی تھا میں ریکارڈ کو درست کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال پر آئیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال نمبر 2288 کا جز (ب) میں جو بیان کیا گیا ہے کہ تمام بنیادی سہولتوں کی فراہمی، ٹھنڈے پانی کے کولر، اچھے صاف ستھرے ٹائلٹ اور بیٹھنے کے لئے خواتین و حضرات کے لئے الگ الگ ویٹنگ رومز نیز ڈینگی سے بچاؤ کے لئے حکومت کی ہدایات کے مطابق سپرے کروائے گئے یہ بڑی ایک آئیڈیل صورتحال ہے اور یہ آئیڈیل صورتحال پاکستان بھر میں کوئی ایسا بس سٹینڈ نہیں ہے جہاں پر یہ سہولیات میسر ہوں۔

خوشی سے مر نہ جاتے جو اعتبار ہوتا

شکریہ

جناب سپیکر: یہ کیا ضمنی سوال بنا؟ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا۔ اگلا سوال چودھری محمد اشرف صاحب کی طرف سے ہے۔ چودھری محمد اشرف صاحب سوال نمبر بولیں گے۔

چودھری محمد اشرف: جناب سپیکر! سوال نمبر 2291 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات: بسوں اور ویگنوں کے روٹس و دیگر تفصیلات

*2291: چودھری محمد اشرف: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گجرات سے کتنے روٹس پر بسیں چلتی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گجرات سے چلنے والی بسیں اور ویگنیں اوور چارجنگ کر رہی ہیں، نیز مسافروں کو سٹاپ ٹو سٹاپ اتارا اور بیٹھایا نہیں جا رہا جس سے سواریوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) مذکورہ مسئلہ کو حل کرنے کے لئے محکمہ کوئی مثبت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) ضلع گجرات میں کل دس روٹوں پر بسیں چلتی ہیں اور ان کے منظور شدہ روٹس مندرجہ ذیل ہیں:

گجرات تا ہیڈ مرالہ	بس / ویگن
گجرات تا اعوان شریف	بس
گجرات تا جلالپور جٹاں	بس / ویگن
گجرات تا کڑیانوالہ	بس / ویگن
گجرات تا چھب براستہ ٹانڈہ	بس
گجرات تا منڈی بہاؤالدین براستہ منگووال	بس / ویگن
کھاریاں تا کوٹلا ارب علی خان براستہ گلیانہ / صبور	بس
کھاریاں تا جلالپور جٹاں براستہ گلیانہ	بس
سرائے عالمگیر تا بولانی	بس
سرائے عالمگیر تا میرپور	بس

(ب) اوور چارجنگ کے سلسلے میں مسلسل ایکشن لیا جاتا ہے جبکہ ٹرانسپورٹرز پٹرول / ڈیزل کی قیمتوں میں کمی بیشی کا بہانہ بنا کر اوور چارجنگ کرتے ہیں اور چارجنگ کی مد میں سیکرٹری ڈی آر ٹی اے گجرات نے جو چالان اور جرمانے کئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ماہ	ٹوٹل چالان	کل جرمانہ
ستمبر	56	28,200
اکتوبر	68	49,300
نومبر	49	38,400

نیز یہ کہ مسافروں کو سٹاپ ٹو سٹاپ اتارا یا بیٹھایا نہیں جاتا اس سلسلہ میں کسی طرح کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے محکمہ کا عملہ ہمہ وقت تیار رہتا ہے جہاں سے بھی شکایت ملتی ہے فوری ایکشن لیا جاتا ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں کی گئی کارروائی کی تفصیل دی گئی ہے اسی طرح کے مثبت اقدامات محکمہ کی طرف سے مستقبل میں بھی جاری رکھے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چوہدری محمد اشرف: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ overcharging کے نتیجے میں مسلسل ایکشن لیا جاتا ہے جبکہ ٹرانسپورٹرز، پٹرول وڈیزل کی قیمتوں میں کمی بیشی کا بہانا بنا کر overcharging کرتے ہیں اور overcharging کی مد میں سیکرٹری آر ٹی اے گجرات نے چالان و جرمانے کئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ ایک تو یہ جرمانے بہت کم ہیں، اتنے عرصے میں اتنے جرمانے کرنا کسی صورت بھی ٹھیک نہیں ہیں جس طرح ہر وقت ٹرانسپورٹ غلط طریقے سے استعمال کی جارہی ہے اور لوگوں کو کھچا کھچ بھر کر سواریوں کو تنگ کر کے ٹرانسپورٹ چلا رہی ہے---

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں پھر میں ان سے پوچھوں کہ اس کا آپ جواب دیں۔

چوہدری محمد اشرف: جناب سپیکر! میں یہ پوچھتا ہوں کہ overcharging کا بہانا کیا ہے، یہ کیوں بہانا کیا جاتا ہے، یہ کس کا کام ہے اور وہ اپنے معاملات کے بارے میں بتائیں کہ ایسا کیوں ہے؟ اس میں بہانے وغیرہ تو نہیں چلنے چاہئیں۔ کبھی پٹرول، گیس، ڈیزل نہ ہونے کا بہانا بنا کر، یہ بہانے کس لئے ہیں؟

جناب سپیکر: مجھے سمجھ نہیں آئی تو وہ آپ کو کیا بتائیں گے۔ میں ان سے کیا پوچھوں؟

چوہدری محمد اشرف: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ overcharging کیوں ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: آپ کوئی particular case بتائیں تو میں ان سے پوچھوں کہ آپ نے کیوں اس پر notice نہیں لیا۔

چوہدری محمد اشرف: جناب سپیکر! روزانہ گجرات میں overcharging ہوتی ہے کوئی ایک جگہ ہو تو بتاؤں۔

جناب سپیکر: ویسے یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کی مرضی ہے اگر آپ جواب دینا چاہتے ہیں تو دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! سوال میں پوچھا گیا ہے کہ مسافروں کو سٹاپ ٹو سٹاپ اتارا یا بٹھایا نہیں جاتا، اس سلسلہ میں کسی طرح کی شکایت موصول نہ ہوئی ہے محکمہ کا عملہ ہر وقت تیار رہتا ہے جہاں سے بھی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے فوری طور پر ایکشن لیا جاتا ہے۔ اگر میرے بھائی کو کوئی شکایت ہے تو اس کو بھی چیک کر لیتے ہیں اور اس پر ایکشن بھی لیا جائے گا۔

چوہدری محمد اشرف: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے شکایت ہی تو کر رہا ہوں، یہ لوگوں کی شکایت ہے اور وہی میں کر رہا ہوں، وہی تو پوچھ رہا ہوں، اس کے باوجود بھی اگر شکایت نہیں ہے تو پھر ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کا نوٹس لیں، ان سے کہیں کہ overcharging نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ ابھی تک in writing کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے، اگر ان کی کوئی ایسی شکایت موجود بھی ہے تو اس پر عمل کرتے ہوئے ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا اور اس کا ازالہ بھی کیا جائے گا لیکن ابھی تک ہمیں in writing کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس میں مزید محنت کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جی، ٹھیک ہے۔

چوہدری محمد اشرف: جناب سپیکر! ان کے اپنے جواب میں بھی یہ لکھا گیا ہے کہ overcharging ہو رہی ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا سدباب کب ہو گا؟

جناب سپیکر: وہ تو قانون کے مطابق جب کوئی شکایت آتی ہے تو اس کے خلاف کارروائی کرتے ہیں۔

چوہدری محمد اشرف: جناب سپیکر! ایکشن نہیں لیا جا رہا میں اسی لئے تو گزارش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کوئی particular case بتائیں پھر ہم ان سے پوچھیں کہ آپ نے یہ کیوں نہیں کیا؟

چودھری محمد اشرف: جناب سپیکر! میں تو عرض کر رہا ہوں کہ یہ روزانہ اور ہر وقت ہو رہا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ اس کا ازالہ کب تک اور کیسے ہوگا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ overcharging کے سلسلے میں ہماری جو ٹرانسپورٹ کی ٹیم ہے، اس کا تمام عملہ روڈز پر رہتا ہے اور ٹرانسپوٹ کو چیک بھی کرتا رہتا ہے، سٹاپ ٹو سٹاپ بھی چیک کیا جاتا ہے لیکن ابھی تک ہمارے پاس کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ جب کوئی شکایت موصول ہوگی تو اس پر ایکشن لیا جائے گا۔

چودھری محمد اشرف: جناب سپیکر! بسوں میں کرایہ نامہ کیوں آویزاں نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: کرایہ نامہ آپ نے پرنٹ کیوں نہیں کروایا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! کرایہ نامہ کی کاپی میرے پاس موجود ہے میں اجلاس کے بعد ان کو provide کر دوں گا۔

چودھری محمد اشرف: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال ملک محمد ارشد (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 2299 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں چلنے والی گاڑیوں کے سالانہ فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*2299: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں چلنے والی تمام ٹرانسپورٹ بس، ٹرک، ٹریلر، ویگن، ہائی ایس، پک اپ، کار وغیرہ نیز ہر قسم کی گاڑیوں کے سالانہ / ششماہی فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا طریق کار وضع کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سرٹیفکیٹ کے اجراء کے وقت گاڑیوں کو فزیکل طور پر چیک ہی نہیں کیا جاتا، ایم وی ای اپنے دفاتر میں بیٹھے بیٹھے ہی طے شدہ فیس وصول کر کے سرٹیفکیٹ جاری کر دیتے ہیں؟

(ج) کیا مستقبل میں محکمہ فزیکل چیکنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) پنجاب میں چلنے والی تمام ٹرانسپورٹ بس، ٹرک، ٹریلر، ویگن، ہائی ایس، پک اپ وغیرہ نیز ہر قسم کی گاڑیوں کو ہر چھ ماہ بعد فزیکل چیکنگ کے بعد تجدید فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے اور فٹنس سرٹیفکیٹ موٹر وہیکل آرڈیننس 1960 اور موٹر وہیکل رولز 1969 میں وضع کردہ قوانین کی روشنی میں جاری کیا جاتا ہے جبکہ پہلی مرتبہ نئی ہیوی ٹرانسپورٹ جن میں بسیں اور ٹرک شامل ہیں کو ایک سال کے لئے فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ کے اجراء کے وقت گاڑیوں کو فزیکلی طور پر چیک کیا جانا ضروری ہے اور چیک کیا جاتا ہے محکمہ کی طرف سے متعلقہ سیکرٹری DRTA کو واضح ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ MVE's کی ورکنگ کو مہینہ میں کم از کم ایک بار ضرور چیک کریں اور خلاف ورزی کی صورت میں محکمانہ کارروائی عمل میں لائیں۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ کے اجراء کے وقت گاڑیوں کو فزیکلی چیک کیا جانا ضروری ہے اور چیک کیا جاتا ہے محکمہ کی طرف سے متعلقہ سیکرٹری DRTA کو واضح ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ MVE's کی ورکنگ کو مہینہ میں کم از کم ایک بار ضرور چیک کریں اور خلاف ورزی کی صورت میں محکمانہ کارروائی عمل میں لائیں، میرا یہ سوال تھا کہ گاڑیوں کو چیک نہیں کیا جاتا، گھر بیٹھے ہی stamps لگا دی جاتی ہیں اور گاڑیوں کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کر دیا جاتا ہے۔ اگر تو یہ فزیکلی چیک کرتے ہیں پھر انہوں نے جو پچھلے چھ مہینوں میں گاڑیاں چیک کی ہیں تو یہ مجھے بتا دیں کہ اس میں کتنی گاڑیاں دھواں چھوڑ رہی تھیں، کتنی گاڑیوں کی میعاد ختم ہو چکی تھی اور ان میں سے کتنی گاڑیاں dismantle کی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میرے بھائی جو بات کر رہے ہیں یہ ان کا ضمنی سوال نہیں بنتا یہ مجھے facts دے دیں، میں اس کی تفصیل ان کو بتا دوں گا۔ انہوں نے اپنے سوال کا جواب تو پڑھ لیا ہوگا، اس محکمے کے بارے میں میرا بھی پہلے یہی خیال تھا کہ یہ ایسے ہی فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کر دیتے ہیں جب میں خود موقع پر گیا ہوں اور میں نے ریکارڈ بھی چیک کیا ہے تو میں نے محسوس کیا ہے کہ گاڑیوں کو باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے، ہر چھ ماہ بعد ان کو یہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنا پڑتا ہے جس کی تین سو روپے فیس بھی دینی پڑتی ہے۔ اگر کوئی نیا سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں میں اس کی دوبارہ تفصیل بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ اس معاملے میں کافی سختی کرتے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ پوچھ لوں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ گاڑیاں باقاعدہ چیک ہوتی ہیں، کیا انہیں پتا ہے کہ فٹنس گاڑی کی رجسٹریشن پر ہوتی ہے اور بطور پارلیمنٹیرین میں یہ بات ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ ایسا عملی طور پر نہیں ہوتا، میں انہیں چیلنج تو نہیں کرتا یہاں پر بہت سارے دوست ایسے بیٹھے ہیں جنہیں یہ معلوم ہے کہ میں خود بھی ایک ٹرانسپورٹر ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا تو ضمنی سوال ہی یہ ہے جسے انہوں نے غلط قرار دے دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ فٹنس کے لئے گاڑیوں کی باقاعدہ چیکنگ ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایک گاڑی بھی چیک نہیں ہوتی، موٹر وہیکلز ایگزامینرز کے گھروں میں stamps پڑی ہوتی ہیں، تین سو روپے اور چھ سو روپے ریٹ ہے۔ ابھی آپ مجھے پچاس سو کاپیاں دیں میں ان کے گھر سے stamps لگوا کر لا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، اس طرح سے بات اچھی نہیں لگتی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On the floor of the House میں آپ سے کہہ رہا ہوں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو تو یہ بھی پتا نہیں ہوگا کہ stamps لگتی کہاں پر ہیں؟

جناب سپیکر: ایسے نہ کہیں، پتا ان کو ضرور ہوگا، ایسی بات کرنا اچھا نہیں لگتا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پھر وہ میرے سوال کا جواب تو دیں۔ ہم اتنی محنت سے سوال تیار کرتے ہیں، اس کا کم از کم جواب تو دیں۔

جناب سپیکر: آپ اس سلسلے میں کوئی particular کیس بتائیں کہ فلاں کیس میں انہوں نے پیسے لئے ہیں پھر تو آپ کی بات بنتی ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ان سے صرف اتنی ہی گزارش ہے کہ انہوں نے گاڑیوں کی فزیکلی جو فٹنس چیک کی ہے، کیا یہ بتائیں گے کہ کتنی گاڑیاں ایسی تھیں جو فٹنس کے معیار پر پورا نہیں اترتی تھیں، کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس وقت دھواں کتنا پھیل رہا ہے pollution کتنی بڑھ رہی ہے؟ (شور وغل)

جناب سپیکر: خاموشی اختیار کی جائے، ان کی بات کو سننے دیں وہ اہم ضمنی سوال کر رہے ہیں۔ میں معزز ممبر سے گزارش کروں گا کہ وہ ضمنی سوال کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میرے بھائی جو بات کر رہے ہیں وہ اس کو بہتر طور پر جانتے ہیں۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ جس طرح محکمہ مال میں تمام ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا ہے محکمہ ٹرانسپورٹ میں بھی اس کو جلد از جلد آٹومیٹک کر دیا جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ ان کی یہ شکایت بھی دور ہو جائے گی۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب صرف یہ بتا دیں کہ گاڑیوں کو چیک کرنے کا طریق کار کیا ہے، یہ ان گاڑیوں کو چیک کیسے کرتے ہیں، کسی ضلع میں کوئی لیبارٹری بنی ہوئی ہے، یہ کیا طریق کار ہے یہ مجھے بتا دیں؟

جناب سپیکر: یہ تو نہیں چیک کرتے، ان کا عملہ کرتا ہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: اگر عملہ بھی چیک کرتا ہے، چیک کرنے کا کوئی طریق کار تو موجود ہوگا وہ طریق کار بتا دیں وہی ہم پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ تو انہوں نے اپنے جواب میں بتا دیا ہے، آپ نے جواب نہیں پڑھا؟ آپ جز (ب) کا جواب پڑھ لیں اس میں ساری تفصیل دے دی ہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! میں نے یہ پورا پڑھ لیا ہے، اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ 1969 کے رولز کے مطابق چیک کیا جاتا ہے، میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف اتنا بتا دیں کہ کس

طرح سے چیک کیا جاتا ہے رولز ہی پڑھ کر بتا دیں، چلیں سیکرٹری صاحب ان کو جو چٹیں بھیج رہے ہیں وہی پڑھ کر بتا دیں؟

جناب سپیکر: مہربانی کریں اور ایسی بات آپ ایوان میں نہ کریں۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

Order please, order in the House.

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کا جو جز (ج) ہے اس میں پوچھا گیا ہے کہ کیا مستقبل میں محکمہ فزیکل چیکنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ میں آپ کا بڑا ممنون ہوں گا آپ صرف اس بارے میں مجھے ensure کروا دیں۔

جناب سپیکر: کیا کروا دیں؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ صرف اتنا ensure کروا دیں کہ کیا یہ مستقبل میں چیکنگ کریں گے، قانون کے مطابق یہ گاڑیاں روڈز پر چیک کریں گے اور یہ کب تک اس پر عملدرآمد کروا دیں گے؟

جناب سپیکر: وہ تو کسی بھی وقت چیک کر سکتے ہیں، یہ تو کوئی بات نہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ensure کروا دیں کہ کب تک عملدرآمد کریں گے؟

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! ابھی تک میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جنہوں نے سوال کیا ہے ان کا جواب تو آ لینے دیں۔ پہلے ان کو تو بات کرنے دیں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بعد میں ضمنی سوال کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! انہوں نے گاڑیوں کی فزیکل چیکنگ کی بات کی ہے، اس سلسلے میں عرض ہے کہ گاڑی کو موٹر وہیکل ایگزامینر کے آفس میں لایا جاتا ہے وہاں اس کے documents، اس کا انجن وغیرہ tools کے ذریعے چیک کیا جاتا ہے اور مکمل چیک کرنے کے بعد سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں تب وہ گاڑی روڈ پر آتی ہے۔ یہ گاڑیاں 39 & 35 rule کے تحت چیک کی جاتی ہیں، اگر انہیں رولز کی کاپی چاہئے تو میں وہ بھی انہیں مہیا کر دوں گا۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: مجھے مجبور نہ کریں ان کے ضمنی سوال کا جواب آ رہا ہے آپ اس کے بعد بات کرنا۔ آپ کی مہربانی اس طرح اچھا نہیں لگتا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں، مجھے بھی موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں؟ جب موقع آئے گا تو ضرور دوں گا۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو چیک کرنے جاتے ہیں کیا کسی ضلع میں کوئی لیبارٹری ہے؟

جناب سپیکر: یہ چیک کرنے نہیں جاتے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ یہ کہاں جا کر چیک کرتے ہیں یا صرف rules میں ہی چیک کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ ذرا ان کو تفصیل بتا دیں کہ آپ کس طرح چیک کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! گاڑی چیک کرنے کے لئے وہاں پر ایکسپرٹ موجود ہوتے ہیں۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, Order please. Order in the House.

ان کی بات سننے دیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب معزز ممبر کے سوال کا جواب دے رہے ہیں انہیں satisfy کرنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! دفتر میں ان کے ماہرین موجود ہوتے ہیں جو گاڑی کو physically چیک کرتے ہیں اور چیک کرنے کے بعد سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔ یہ ماہرین دفتر میں موجود ہوتے ہیں اور گاڑی کو وہاں لایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک بات ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

MR SPEAKER: No, supplementary now. Thank you very much.

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اس پر عملدر آمد کرادیں۔

جناب سپیکر: وہ کرادیں گے۔آپ ان سے مل کر بات کرلیں ایوان کا ٹائم خراب نہ کریں،آپ کی مہربانی۔میں آپ کو ان کے ساتھ بٹھادیتا ہوں،آپ بعد میں بیٹھ کر بات کرلیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وہ جز(ج) پر عملدرآمد کریں گے؟

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں لہذا یہ سوال pending کیا جائے۔

معزز ممبران: یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں،آپ کے تین سوال مکمل ہو چکے ہیں،اب ایسے نہ کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!وہ اس پر عملدرآمد نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے وہ آپ کی بات پر عمل کریں گے اور آپ کو convey بھی کریں گے۔اب آپ بیٹھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 2338 ہے اور میری گزارش یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!ان کا جواب پڑھ دیں۔آگے جن کے سوال آئیں گے وہ بے چارے پریشان ہوں گے۔

ضلع گجرات: ٹرانسپورٹ کے اڈوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2338: میاں طارق محمود: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں ٹرانسپورٹ کے اڈے کہاں کہاں قائم ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے پرائیویٹ اور کتنے سرکاری ہیں؟

(ج) ہر اڈا کے رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) کیاان اڈوں پر وہ تمام سہولیات مسافروں کے لئے مہیا ہیں جو حکومت کی پالیسی کے تحت ہونی چاہئیں؟

(ہ) ان کی چیکنگ کرنے کی مجاز اتھارٹی کون ہے اور اس نے کس کس تاریخ کو یکم جنوری 2013 سے آج تک وزٹ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) ضلع گجرات میں کل 16 اڈے موجود ہیں جن کی تفصیل نیچے دی جارہی ہے۔

تحصیل گجرات میں	6 اڈے
تحصیل کھاریاں میں	9 اڈے
تحصیل سرائے عالمگیر میں	1 اڈا
	کل 16

(ب) ان میں صرف ایک اڈا سرکاری اور پندرہ اڈے پرائیویٹ ہیں۔

(ج) جنرل بس سٹینڈ گجرات کا رقبہ 92 کنال ہے جبکہ موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 میں بیان کئے گئے قوانین کے مطابق ہر پرائیویٹ سٹینڈ کا رقبہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں 4 کنال اور تحصیل ہیڈ کوارٹر میں 2 کنال ہے۔

(د) موٹر وہیکلز رولز 1969 کی شق 256 کے تحت مسافروں کے لئے تمام سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔ ان تمام سٹینڈز کا وقتاً فوقتاً دورہ کیا جاتا ہے اور تمام بنیادی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے جیسا کہ مسافروں کے لئے ٹھنڈے پانی کے کولر، اچھے صاف ستھرے ٹائلٹ اور بیٹھنے کے لئے خواتین و حضرات کے لئے الگ الگ ویٹنگ رومز نیز ڈینگی سے بچاؤ کے لئے حکومت کی ہدایات کے مطابق سپرے کروائے گئے اور حفاظتی تدابیر کا شعور اُجاگر کرنے کے لئے بینرز فلیکس وغیرہ آویزاں کروائے گئے ہیں۔

(ہ) ان اڈوں کو چیک کرنے کی اتھارٹی متعلقہ سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور ٹریفک پولیس ہے۔ ان اڈوں کو وقتاً فوقتاً ایک روٹین کے مطابق چیک کیا جاتا ہے اور ضرورت پڑنے پر قوانین کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ ضلع گجرات میں ٹرانسپورٹ کے اڈے کہاں کہاں واقع ہیں؟ انہوں نے سارا اکٹھا جواب دے دیا ہے کہ ضلع گجرات میں

کل سولہ اڈے موجود ہیں جن کی تفصیل نیچے دی گئی ہے۔ تحصیل گجرات میں چھ اڈے ہیں، تحصیل کھاریاں میں 9اڈے ہیں اور تحصیل سرائے عالمگیر میں ایک اڈا ہے لیکن ان کی تفصیل کدھر ہے؟ میں نے پوچھا تھا کہ کہاں کہاں واقع ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا تو دیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کیا یہ تفصیل ہے؟ آپ کے سامنے جواب پڑا ہے۔ یہ تفصیل ہے تو انہیں ایوان کی میز پر رکھنی چاہئے۔ آپ خود دیکھ لیں، سارا ایوان دیکھ رہا ہے۔ اگر اس طرح سے کارروائی ہو گی تو پھر اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

معزز ممبران: محلے بھی بتا دیں گے۔

میاں طارق محمود: محلے کا مقصد نہیں ہے لیکن یہ بتانا چاہئے تھا کہ اڈا اس شہر میں ہے، اس شہر میں ہے اور ان کی location بھی بتانا چاہئے تھی، یہ تو بالکل کوئی جواب نہیں ہے۔ اگر آپ مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے میں بیٹھ جاتا ہوں ورنہ یہ تو بالکل کوئی جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ میرے مطمئن ہونے کی بات نہ کریں۔ آپ اپنے آپ کو مطمئن کریں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں بالکل مطمئن نہیں ہوں۔ ضلع گجرات میں اڈے دس دس مرلے میں بنے ہوئے ہیں، لوگوں کی تباہی و بربادی ہو رہی ہے، جو غریب آدمی بس پر جاتا ہے اس کا بالکل کوئی معیار زندگی نہیں ہے، یہ سارے کا سارا جھوٹ ہے۔ حکومت اس پر فوری action لے اور تمام اڈوں کو ٹھیک طریقے سے چلوائے ورنہ کینسل کرے، اس میں بڑی آمدن بھی ہو سکتی ہے۔ غریب آدمی جو جا کر روڈ پر کھڑا ہوتا ہے، آپ یہ سوچیں کہ اگر کسی غریب آدمی نے ٹائلٹ میں جانا ہے تو اس کی کیا صورتحال ہو گی؟ میں اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! معزز ممبر آپ کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے تفصیل نہیں بتائی کہ یہ اڈے کون کون سی جگہ پر ہیں۔ اگر آپ کے پاس تفصیل ہے تو انہیں بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! پہلے بھی ان کا اسی طرح کا سوال آیا ہے اس میں بھی یہی معاملہ تھا اور میں اس سلسلے میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ جو اڈوں کی

چیکنگ کا معاملہ ہے اس پر اجلاس کے بعد معزز ممبر کو ٹائم دیں گے، اگر انہوں نے یہ تفصیل لینی ہے کہ اڈے کہاں کہاں ہیں اور کس کس جگہ پر ہیں تو میں ان کی فردیں اور محل وقوع انہیں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: تفصیلی جواب کے لئے اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ایوان کے سامنے میری یہ تجویز ہے کہ معزز ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں گجرات، گوجرانوالہ یا جدھر سے بھی چاہیں ایم پی ایز شامل کر دیں وہ ایک ضلع کے اڈے چیک کریں تو اس سے پورے پنجاب کو فائدہ ہو سکتا ہے لیکن انہیں چیک ضرور کرائیں۔

جناب سپیکر: آپ اس سوال کا جواب آنے دیں اس کے بعد میں اسے کہیں refer کروں گا اور انشاء اللہ آپ کو مطمئن کریں گے۔ اگلا سوال محترمہ تحسین فواد صاحبہ کا ہے۔

محترمہ تحسین فواد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2584 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: پبلک ٹرانسپورٹ میں مسافروں سے زائد کرایہ کی وصولی کی تفصیلات

*2584: محترمہ تحسین فواد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صدر کینٹ راولپنڈی سے پیپلز کالونی تک جو سوزوکی گاڑیاں چلتی ہیں ان کا کرایہ کتنا ہے، تفصیل کرایہ سٹاپ وار بتائیں یہ کتنے کلو میٹر بنتا ہے؟

(ب) کیا یہ کرایہ مقرر کردہ شرح کے مطابق وصول کیا جا رہا ہے؟

(ج) صدر کینٹ راولپنڈی سے کیانی روڈ تک ان کا کرایہ کتنا ہے اور یہ کتنے کلو میٹر بنتا ہے فی کلو میٹر کتنا کرایہ وصول کیا جا رہا ہے، حکومت کی جانب سے مقرر کردہ کرایہ نامہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) زائد کرایہ وصول کرنے پر کتنی دفعہ سال 2013 میں ان گاڑیوں کے چالان کئے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) صدر کینٹ راولپنڈی سے پیپلز کالونی تک جو سوزوکی گاڑیاں چلتی ہیں ان کا کرایہ مبلغ 18 روپے بنتا ہے اور یہ فاصلہ 4.2 کلو میٹر کا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ کرایہ مقرر شدہ شرح کے مطابق وصول کیا جا رہا ہے۔

(ج) صدر راولپنڈی سے کیانی روڈ کا فاصلہ 1.7 کلو میٹر ہے اور اس کا کرایہ 15 روپے ہے۔ حکومت پنجاب کے جاری کردہ نوٹیفکیشن مورخہ 2۔جنوری 2013 کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس روٹ پر چلنے والی گاڑیوں کے خلاف زائد کرایہ کی کوئی شکایت ابھی تک موصول نہ ہوئی ہے۔

سال 2013 میں ٹریفک چیکنگ کرتے ہوئے، روٹ پرمٹ، فٹنس سرٹیفکیٹ اور ڈرائیونگ لائسنس نہ رکھنے والی 36 گاڑیوں کے خلاف کارروائی کی گئی جبکہ اس دوران 432 گاڑیوں کے چالان بھی کئے گئے۔

محترمہ تحسین فواد: جناب سپیکر! محکمے نے جو جواب دیا ہے میں اس سے مطمئن ہوں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ تحسین فواد: جناب سپیکر! سوال نمبر 2585 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: صدر تا پیرودھائی چلنے والی گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2585: محترمہ تحسین فواد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صدر راولپنڈی تا پیرودھائی کتنی گاڑیاں چلتی ہیں؟

(ب) ان گاڑیوں کا کرایہ نامہ اور ریٹ حکومت کی جانب سے کتنا مقرر کیا گیا ہے؟

(ج) ان گاڑیوں کا کرایہ نامہ کس طریق کار کے تحت تشکیل دیا گیا تھا؟

(د) یکم جنوری 2013 تا 31۔اگست 2013 کتنی گاڑیوں کا مقررہ کرایہ سے زائد وصولی پر چالان کیا گیا اور اس روٹ پر فی کلو میٹر اور سٹاپ ٹو سٹاپ کتنا کرایہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) صدر راولپنڈی تا پیرودھائی کل 370 گاڑیاں چلتی ہیں جو کہ تمام سوزوکی وین دس سیٹر ہیں۔

(ب) حکومت کی جانب سے گاڑیوں کا کرایہ نامہ اور ریٹ کا چارٹ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) ان گاڑیوں کا کرایہ نامہ بمطابق نوٹیفکیشن جاری شدہ 2-جنوری 2013 حکومت پنجاب کے تحت تشکیل دیا گیا ہے جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پٹرول، ڈیزل اور گاڑیوں کے سپیئر پارٹس کی قیمتوں میں ردوبدل کو مدنظر رکھ کر کرایہ نامہ تشکیل دیا جاتا ہے۔

(د) یکم جنوری تا 31-اگست 2013 کے دوران اس روٹ پر چلنے والی 310 گاڑیوں کے روٹ پرمٹ، فٹنس سرٹیفکیٹ اور ڈرائیونگ لائسنس نہ رکھنے پر چالان کئے گئے۔

اربن روٹ کا کرایہ سٹیج وار ہوتا ہے جس کی پہلی سٹیج ایک کلو میٹر سے چار کلو میٹر تک ہوتی ہے۔ سٹاپ ٹو سٹاپ کرایہ کے نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ تحسین فواد: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 2652 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: میٹرو بس کے لئے بنائے گئے فلائی اوورز
کے ستونوں پر اشتہارات کی بھرمار و دیگر تفصیلات

***2652: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں عوام کی سہولت کے لئے اور میٹرو بس کو برق رفتار بنانے کی خاطر اربوں روپے کی لاگت سے تعمیر شدہ فلائی اوورز کے ستونوں پر آج کل بلا روک ٹوک اشتہارات چسپاں کئے جا رہے ہیں، جو شہر کو بدنما بنانے اور بدذوقی کا ثبوت مہیا کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ماضی میں دیواروں پر اشتہارات کے لکھنے کی قانوناً ممانعت تھی، کیا حکومت اسی قانون کے تحت فلائی اوورز کی دیواروں پر اشتہارات چسپاں کرنا بھی ممنوع قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) یہ بات درست نہیں ہے۔ میٹرو بس فلائی اوورز کے ستونوں پر اشتہارات چسپاں کرنے کی قانوناً ممانعت ہے جس کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں قانونی کارروائی بھی کی جاتی ہے اور اشتہارات اور بینرز کو فوری اتروا دیا جاتا ہے۔

(ب) میٹرو بس فلائی اوور کی دیواروں پر بھی اشتہارات چسپاں کرنا قانوناً ممنوع ہے۔ خلاف ورزی کرنے کی صورت میں سخت کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میٹرو پر جو اشتہار بازی ہے میں نے اس بارے میں سوال کیا تھا لیکن جو جواب دیا گیا میں پہلے تو یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا محکمہ یہ own کرتا ہے کہ جو جواب دیا گیا ہے یہ بالکل درست ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے own کر کے ہی جواب دیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ محکمہ اس جواب کو own کرتا ہے۔ ذرا بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! معزز ممبر کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ وہاں پر اشتہارات لگائے جاتے ہیں لیکن ان کو remove کر دیا جاتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ اشتہار لگانے کی اجازت نہیں بلکہ ممانعت ہے لیکن پتا نہیں چلتا کہ رات کو کون اشتہار لگا جاتا ہے؟ ہماری ٹیمیں ہمہ وقت موجود رہتی ہیں اور جب کوئی اشتہار لگاتا ہے تو اسے remove کر دیا جاتا ہے۔ آج کل ہمارے وکلاء بھائیوں کے الیکشن ہو رہے ہیں اور انہوں نے تمام ستونوں پر اشتہار لگائے ہوئے ہیں۔ یہ الیکشن ختم ہونے والا ہے اور انشاء اللہ ان اشتہارات کو جلد ہی remove کر دیا جائے گا۔ میٹرو بس کے فلائی اوورز کو خوبصورت رکھنا ہمارا فرض ہے۔ اگر معزز ممبر کسی جگہ کی نشاندہی کرتی ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ وہاں سے بھی اشتہارات کو remove کر دیا جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے جو سوال پوچھا تھا اس کا جواب مجھے مل گیا ہے کہ میٹرو بس کے لئے بنائے گئے فلائی اوورز کے ستونوں اور دیواروں پر اشتہارات موجود ہیں۔ اس تحریری جواب میں لکھا گیا ہے کہ "قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں سخت کارروائی کی جاتی ہے" تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ آج تک کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہمیں پتا نہیں چلتا کہ کون اشتہار لگا جاتا ہے البتہ ہم یہ اشتہارات فوری طور پر remove کر دیتے ہیں۔ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ یہ اشتہارات کون لگا تا ہے تو پھر لازماً اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ میں اس ایوان اور معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ ان تمام اشتہارات کو remove کر دیا جائے گا اور آئندہ سے اس بابت کڑی نگرانی رکھی جائے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے اپنے بھائی کا بڑا احترام ہے لیکن آپ کو معلوم ہو گا کہ ان تمام جگہوں کے اُوپر surveillance کے لئے کیمرے موجود ہیں۔ مجھے جواب میں کہا گیا ہے کہ سخت کارروائی کی جاتی ہے۔ میں نے اسی لئے ضمنی سوال میں پوچھا ہے کہ کتنے لوگوں کے خلاف اب تک کارروائی ہوئی ہے اور کیا کارروائی ہوئی ہے؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے اس ضمنی سوال کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ کو مطمئن کریں۔ ان کے ضمنی سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! اس حوالے سے ابھی تک کسی کے خلاف کارروائی تو نہیں کی گئی لیکن اگر آئندہ خلاف ورزی ہوئی تو اس پر کارروائی کی جائے گی اور اس بارے میں محترمہ کو بھی آگاہ کر دیا جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر بات مذاق میں ٹالنی ہو تو پھر اور بات ہے لیکن جب محکمہ کی طرف سے مجھے یہ جواب دیا گیا ہے کہ "کارروائی کی جاتی ہے" تو پھر کارروائی ہونی چاہئے۔ اگر کسی کے خلاف اب تک کارروائی نہیں کی گئی تو پھر جواب میں "کارروائی کی جاتی ہے" کیسے لکھا گیا ہے؟ اس ایوان میں بات کرنے یا جواب دینے کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں نے categorically and specific سوال پوچھا ہے۔ میں یہ بھی بتا رہی ہوں کہ وہاں پر surveillance کے لئے کیمرے موجود ہیں۔ اس کے باوجود پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ آپ نے سُن لیا ہے اس لئے اب میں اس پر احتجاجاً خاموش ہی ہو جاؤں تو بہتر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ(جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں نے تو اقرار کر لیا ہے، تسلیم کر لیا ہے کہ ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی لیکن آئندہ سے اس کی کڑی نگرانی رکھی جائے گی۔ میں محکمہ کے افسران جو کہ اس وقت آفیشل گیلری میں موجود ہیں کو ہدایت کرتا ہوں کہ

اشتہارات لگانے کے حوالے سے جو violation ہو رہی ہے اس کی روک تھام کی جائے اور ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سوچ رہی تھی کہ اب مزید ضمنی سوال نہ کروں لیکن اب یہ ضرور پوچھنا چاہوں گی کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب کبھی خود میٹرو کے روٹ پر تشریف لے کر گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ آپ سے ایک personal question پوچھ رہی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے personal question کرنے کی عادت نہیں ہے۔ یہ بالکل محکمہ کی کارکردگی کے حوالے سے سوال ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کبھی خود میٹرو بس کے روٹ کا visit کیا ہے اور کیا انہیں معلوم ہے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ ستونوں کے نیچے کسی جگہ پر بھی کیمرے نصب نہیں ہیں۔ میں انشاء اللہ ذاتی طور پر میٹرو بس کے روٹ کا visit کروں گا اور محترمہ کو بعد میں اس حوالے سے آگاہ بھی کر دوں گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میٹرو بس خطیر رقم کے ساتھ بننے والا ایک بڑا ہی شاندار منصوبہ ہے اور یہ اشتہاری مہم اس کو واقعی کافی بدنما کر رہی ہے۔ اگر معزز پارلیمانی سیکرٹری اس ایوان کو یقین دہانی کرا دیں کہ وہ concerned authority کو ہدایات جاری کریں گے کہ ان تمام اشتہارات اور بینرز کو remove کر دیا جائے تو اس سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب پہلے ہی یقین دہانی کرا چکے ہیں کہ وہ یہ اشتہارات بہت جلد remove کروا دیں گے۔ اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 2727 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں طاہر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2727: میاں طاہر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں13۔2012کے دوران کتنا فنڈ کس کس مد کے لئے فراہم کیا گیا؟
(ب) مذکورہ عرصہ میں کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے گئے اور ان سے محکمہ کو کتنی آمدن ہوئی؟
(ج) مذکورہ ضلع میں اس عرصہ کے دوران عوام کو ٹرانسپورٹ کی کیا کیا سہولیات فراہم کی گئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان):

(الف) مالی سال13۔2012 میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے ذیلی دفتر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، فیصل آباد کو ضلعی حکومت کی طرف سے تنخواہوں و دیگر دفتری اخراجات کی مد میں مبلغ۔/89,80,939روپے بجٹ مہیا کیا گیا۔

(ب) مالی سال13۔2012 کے دوران جاری کردہ روٹ پرمٹ، فٹنس سرٹیفکیٹ اور حکومت کو حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:

	جاری شدہ روٹ پرمٹ6,979	
آمدن روٹ پرمٹ مبلغ	مبلغ۔/13,990,400روپے	
	جاری شدہ فٹنس سرٹیفکیٹ3,9139	
آمد فٹنس سرٹیفکیٹ	مبلغ۔/14,783,600روپے	
	ٹریفک چالان کی تعداد4,845	
عدالتی جرمانہ کی مد میں آمدن	مبلغ۔/2,517,350روپے	
کل آمدن مبلغ	مبلغ31,291,350روپے	

(ج) دوران سال13۔2012ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد نے عوام کو سفری سہولیات کی فراہمی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے۔

i) فیصل آباد کی تحصیلوں (چک جھمرہ، تاندلیانوالہ، سمندری اور جڑانوالہ) تک اربن روٹس کی توسیع حلقہ این اے۔77 کی دیہی آبادی کے رہائشیوں کی درخواست پر فیصل آباد شہر سے چک 116گ ب تک نئے اربن روٹ کی منظوری۔

ii) پینسرہ و گردونواح کی دیہی آبادیوں کو فوری ٹرانسپورٹ کی سہولت کے سلسلہ میں عوام کی درخواست پر اربن روٹ نمبر B-7 کی سدھار بائی پاس سے پینسرہ تک توسیع۔

iii) حلقہ این اے70 کی نئی آبادیوں ملحقہ ستارہ کالونی، نوابانوالہ و گلشن اقبال کے عوام کی درخواست پر اربن روٹ نمبر B-4 کی مین ٹرمینل فیصل آباد شہر سے ستارہ کالونی تک توسیع۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "ضلع فیصل آباد میں مالی سال 2012-13 کے دوران کتنا فنڈ کس کس مد میں فراہم کیا گیا؟ اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "مالی سال 2012-13 میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے ذیلی دفتر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، فیصل آباد کو ضلعی حکومت کی طرف سے تنخواہوں و دیگر دفتری اخراجات کی مد میں مبلغ -/89,80,939 روپے بجٹ مہیا کیا گیا"۔ جب کوئی معزز ممبر اس ایوان میں سوال دیتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ محکمہ کی اصلاح ہو سکے۔ محکمہ ٹرانسپورٹ سے متعلقہ پہلے جو تین سوال take up ہو چکے ہیں ان کے جوابات گول مول دیئے گئے ہیں اور اب اس سوال میں بھی particularly اس مد کا ذکر نہیں کیا جو کہ سوال کی spirit تھی۔ یہ ہمارے عوام کے خون پسینے کی کمائی کے پیسے ہوتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب particularly بتائیں کہ کس کس مد میں کتنی کتنی رقوم مختص کی گئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میرے بھائی نے درست فرمایا ہے۔ ان کا سوال تھا کہ "ضلع فیصل آباد میں 2012-13 کے دوران کتنا فنڈ کس کس مد کے لئے فراہم کیا گیا؟ اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "مالی سال 2012-13 میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے ذیلی دفتر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، فیصل آباد کو ضلعی حکومت کی طرف سے تنخواہوں و دیگر دفتری اخراجات کی مد میں مبلغ -/89,80,939 روپے بجٹ مہیا کیا گیا"۔ اس میں مد کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! چوہان صاحب میرے بھائی ہیں اور بے چارے غلطی سے پھنس گئے ہیں۔ یہ بڑے معصومانہ جواب دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کیوں پھنس گئے ہیں؟ وہ اس ایوان کے معزز ممبر ہیں۔ آپ ان سے ضمنی سوال کریں وہ آپ کو جواب دیں گے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے تو ویسے ہی پیار سے کہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے پیار کا بہت شکریہ۔ آپ جلدی سے ضمنی سوال پوچھ لیں کیونکہ وقت ختم ہو رہا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "ضلعی حکومت کی طرف سے تنخواہوں و دیگر دفتری اخراجات کی مد میں مبلغ -/89,80,939 روپے بجٹ مہیا کیا گیا" جب کھلے ہوتے ہیں تو وہ دیگر دفتری اخراجات کی مد میں ہی ہوتے ہیں۔ ان کو چاہئے تھا کہ specifically بتاتے کہ کس کس مد میں

پیسے دیئے گئے ہیں۔ یہ بڑا simple question ہے۔ بیوروکریسی کے اسی گورکھ دھندے میں عوام کو اُلجھایا جاتا ہے اور یہی بُرائی کی جڑ ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ یہ پیسے کس کس مد میں دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے یہ پیسے کس کس مد میں مہیا کئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں اجلاس کے بعد ان کو ساری تفصیلات فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اب ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔ I am sorry.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد نواز چوہان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور: میٹرو بس سروس کے منصوبہ کی تفصیلات

*463: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں میٹرو بس سروس کے منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کل کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) اس منصوبہ کے لئے کن کن اداروں نے کتنا کتنا مالی تعاون کیا؟

(ج) میٹرو بس سروس شروع کرنے کے لئے کس ملک نے کتنی لاگت میں کتنی بسیں فراہم کیں؟

(د) 2012-13 میں اس ادارے کو کل کتنا بجٹ فراہم کیا گیا اور اس میں سے ملازمین کی تنخواہوں پر کتنا خرچ ہوا؟

(ہ) اس ادارے میں کتنے ملازمین ایسے ہیں جن کو ایک لاکھ سے اوپر تنخواہ دی جا رہی ہے؟

(و) اس ادارے کی طرف سے اس کے قیام سے اب تک عوام کو سفری سہولیات فراہم کرنے پر کتنی رقم خرچ ہوئی، ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور میں میٹروبس کے منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے تقریباً30۔ارب روپے خرچ ہوئے۔

(ب) اس منصوبہ کے لئے کسی بھی ادارے سے مالی مدد حاصل نہیں کی گئی۔

(ج) میٹروبس سروس شروع کرنے کے لئے کسی بھی ملک سے کوئی بس نہیں لی گئی بلکہ تمام میٹروبسیں پرائیویٹ کمپنی، پلیٹ فارم کی ملکیت ہیں۔

(د) 13-2012میں اس ادارے کو 1,125ملین روپے کی رقم بجٹ کی مد میں فراہم کی گئی اور جنوری تا جون2013 تنخواہوں کی مد میں12.9ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) میٹروبس اتھارٹی میں مندرجہ ذیل9ملازمین کو ایک لاکھ سے اوپر تنخواہ دی جارہی ہے۔

عہدہ	تنخواہ(روپے)
ایم ڈی	357,000
جی ایم آپریشن	300,000
جی ایم فنانس	175,000
ٹیکنیکل ایڈوائزر	250,000
مینجر آپریشن ٹیکنیکل	180,000
مینجر آپریشن پلاننگ	180,000
مینجر آئی ٹی	175,000
آئی ٹی ایکسپرٹ	125,000
فنانس سپیشلسٹ	175,000

(و) پنجاب میٹروبس اتھارٹی نے30۔جون2013تک تقریباً859.9ملین روپے(بشمول واجب الادا) کا خرچہ کیا جبکہ308.3ملین روپے کی آمدن ہوئی۔اس طرح حکومت نے سبسڈی کی مد میں551.6ملین روپے خرچ کئے۔

لاہور: سائلینسر کے بغیر چلنے والے رکشوں کی تفصیلات

*533: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں چنگ چی رکشا ہزاروں کے حساب سے چل رہے ہیں، جن میں اکثر رکشوں کے سائلینسر نہ ہیں جس کے باعث فضائی آلودگی میں اضافہ ہورہا ہے؟

(ب) کیا محکمہ سائلینسر کے بغیر چلنے والے رکشوں کے سائلینسر لگوانے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ امر قابل ذکر ہے کہ ادارہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی لاہور شہر میں اربن ٹرانسپورٹ کو ریگولیٹ کرتا ہے اور چنگ چی رکشا غیر قانونی طور پر شہر کے مختلف روٹس پر چل رہا ہے ان غیر قانونی چنگ چی رکشا کی روک تھام کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو کہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ، سٹی ٹریفک پولیس، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ، عوامی نمائندگان اور میڈیا کے عہدیداران پر مشتمل ہے۔ کمیٹی ممبران مشترکہ طور پر ایک پالیسی مرتب کر رہے ہیں جس کے ذریعے عوام الناس کو محفوظ اور ماحول دوست پبلک ٹرانسپورٹ مہیا کی جاسکے۔

مزید یہ کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی محکمہ تحفظ ماحول(حکومت پنجاب) کے ساتھ ملکر بغیر سائلینسر اور دھواں چھوڑنے والی ہر قسم کی پبلک ٹرانسپورٹ کے خلاف عوامی آگاہی مہم کا حصہ ہے۔

(ب) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی 4 سٹروک رکشا کو شہر میں چلنے کے لئے روٹ پرمٹ جاری کرتی ہے جو مکمل طور پر ایک ماحول دوست پبلک ٹرانسپورٹ ہے۔ بغیر سائلینسر چلنے والے 2 سٹروک اور چنگ چی رکشا کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔

پچھلے ماہ ستمبر 2013 کو 501 ایسے رکشوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی جو بغیر سائلینسر یا فضائی آلودگی میں اضافے کا سبب بن رہے تھے۔

لاہور:ساندہ کلاں سے سٹیشن اور آرائے بازار کے لئے بس چلانے کی تفصیلات

*537: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسلام پورہ، ساندہ کلاں سے سٹیشن اور آرائے بازار لاہور کے لئے روٹ نمبر 1، 2، 3 کی بسیں چل رہی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب ان روٹس پر یہ بسیں بند کر دی گئی ہیں جس اتھارٹی کے احکامات کے باعث ایسا ہوا اس کا نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ج) ان روٹس پر کب تک بسیں چلا دی جائیں گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پرانی الائنمنٹ میں روٹ نمبر 1آر اے بازار سے ساندہ تک تھا جس پر پرانی نان اے سی بسیں چلا کرتی تھیں مگر بعد میں اس وقت کی ٹرانسپورٹ کمپنی نے لاہور میں اپنی سروس کو بند کر دیا۔

روٹ نمبر1۔ کی موجودہ الائنمنٹ جو کہ آر اے بازار تا سول سیکرٹریٹ ہے اس پر اے سی بسیں چلائی جا رہی ہیں اس الائنمنٹ کو BRT شروع ہونے کے بعد نئے سرے سے ڈیزائن کیا گیا ہے چونکہ ساندہ روڈ پر غیر قانونی تجاوزات اور چنگ چی رکشوں کی بھرمار ہے اور سڑک کے بہت زیادہ تنگ ہونے کی وجہ سے وہاں پر بس آپریشن ناممکن ہے۔

روٹ نمبر2۔(جنرل بس سٹینڈ تا مراکہ) جو کہ عرصہ دراز سے بند پڑا ہوا تھا لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے نئے سرے سے اس روٹ کا آغاز کیا اور اب اس الائنمنٹ پر نئی اے سی بسیں عوام الناس کو سفری سہولیات مہیا کر رہی ہیں۔

روٹ نمبر3۔(ریلوے سٹیشن تا اسلام پورہ) مورخہ 2013-10-23 سے آپریشنل کر دیا گیا ہے روڈ تنگ ہونے کی وجہ سے مزدا / منی بس کو عارضی طور پر اس روٹ پر سروس مہیا کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ روٹس کسی بھی اتھارٹی کے کہنے پر بند نہ کئے گئے ہیں۔

(ج) روٹ نمبر 1، 2 اور 3 آپریشنل ہیں جن پر عوام الناس کو بہترین سفری سہولیات مہیا کی جا رہی ہیں۔ ایم اے او کالج سے ساندہ تک روڈ بس آپریشن کے لئے سازگار نہیں ہے اس لئے روٹ نمبر 3 پر مزدا / منی بس کو چلنے کی اجازت دی گئی ہے۔

محکمہ ٹرانسپورٹ میں خالی اسامیوں کی تفصیلات

*775: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب میں سینکڑوں کی تعداد میں اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے زیادہ تر اضلاع میں سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی تعینات نہ ہیں؟

(ج) کیا حکومت تمام اضلاع میں سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب میں سینکڑوں کی تعداد میں اسامیاں خالی ہیں بلکہ محکمہ ٹرانسپورٹ میں فی الوقت 16 اسامیاں بوجہ Recruitment Ban خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

MMPI	1
TSI	1
STENO GRAPHER	4
JUNIOR CLERK	6
DRIVER	2
NAIB QASID	2
TOTAL	16 posts

(ب) یہ درست نہ ہے صوبہ کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر S&GAD سے سیکرٹری DRTA's تعینات ہیں جبکہ ڈسٹرکٹ لیول پر محکمہ ٹرانسپورٹ کے 19 سیکرٹری DRTA's تعینات ہیں باقی ڈسٹرکٹ میں چیئرمین DRTA(DCO) نے سیکرٹری DRTA کا اضافی چارج اے سی رینک کے آفیسرز کو دیا ہوا ہے جو کہ اپنے دفاتر میں احسن طریقے سے ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ہیں۔

محکمہ تمام اضلاع میں سیکرٹری DRTA تعینات کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جو legal process مکمل ہونے پر جلد تعینات کر دیئے جائیں گے۔

(ج) اس سوال کا جواب جز (ب) میں دیا جا چکا ہے۔

ضلع راولپنڈی، روٹ پرمٹ جاری کرنے و آمدن کی تفصیلات

*1035: جناب آصف محمود: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں 13-2012 میں کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے اور ان سے کتنی آمدنی ہوئی، آگاہ کریں؟

(ب) 2012-13 میں محکمہ نے ضلع راولپنڈی میں عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے کتنا فنڈر کھا اور کیا کیا سہولیات مہیا کی گئیں، آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راولپنڈی میں 2012-13 کے دوران 23,665 روٹ پرمٹ جاری کئے گئے اور ان سے-/5,26,37,200 روپے آمدن ہوئی ہے۔

(ب) گورنمنٹ کی جانب سے محکمہ کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے کوئی فنڈ نہیں دیا جاتا البتہ عوام کو سفری سہولیات مہیا کرنے کے لئے ضلع ہذا میں پنجاب گورنمنٹ کی جانب سے پندرہ عدد سی این جی بسیں راول ٹریولز کے اشتراک سے روٹ نمبر D-10 (جو کہ پی ایم اے بلڈنگ راولپنڈی سے گوجر خان تک ہے) چلائی جا رہی ہیں۔

اسی طرح (C) کلاس اور (D) کلاس ویگن سٹینڈز مہیا کئے گئے ہیں جن پر مسافروں کو بہتر سہولیات مہیا کرنے کے لئے ٹھنڈے پانی کے کولر۔ صاف ستھرے ٹائلٹ اور بیٹھنے کے لئے خواتین و حضرات کے لئے الگ الگ ویٹنگ روم بنائے گئے ہیں نیز ڈینگی سے بچاؤ کے لئے حکومت کی ہدایات کے مطابق سپرے کروائے گئے اور حفاظتی تدابیر کا شعور اُجاگر کرنے کے لئے بینرز اور فلیکس وغیرہ آویزاں کروائے گئے۔

راولپنڈی: دھواں چھوڑتی گاڑیوں کے خلاف گرینڈ آپریشن کرنے کی تفصیلات

*1036: جناب آصف محمود: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی شہر میں سڑکوں پر دھواں چھوڑتی ہزاروں گاڑیوں سے فضائی آلودگی بڑھ رہی ہے، مختلف بیماریاں جنم لے رہی ہیں جس میں سانس کی بیماریاں سر فہرست ہیں؟

(ب) کیا حکومت دھواں چھوڑتی گاڑیوں کے خلاف گرینڈ آپریشن کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے راولپنڈی شہر میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے محکمہ ٹرانسپورٹ کے فیلڈ سٹاف، ایم پی آئی اور موٹر وہیکلز ایگزامینر ایسی گاڑیوں کے خلاف موٹر وہیکلز رولز 1969 کی شق 163 کے تحت قانونی کارروائی عمل میں لاتے ہیں اور

ایسی گاڑیوں کے روٹ پرمٹ اور فٹنس سرٹیفکیٹ معطل کر دیئے جاتے ہیں تاوقتیکہ مالک گاڑی کو درست حالت میں دوبارہ متعلقہ آفیسر کے پاس فٹنس کے لئے نہ لائے۔
فضائی آلودگی کے تدارک کے لئے محکمہ ٹرانسپورٹ کے علاوہ ٹریفک پولیس اور محکمہ انوائرنمنٹ بھی قانونی کارروائی عمل میں لاتے رہتے ہیں۔

(ب) دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف سیکرٹری ڈی آر ٹی اے راولپنڈی نے محکمہ تحفظ ماحول کے ساتھ مل کر حال ہی میں ایک ٹیم تشکیل دی ہے جو کہ ایسی تمام گاڑیوں کے خلاف کارروائیاں کر رہی ہے اور آئندہ اس کارروائی کو مزید تیز تر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اس ٹیم کے ممبران کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1. SI, DRTA RAWALPINDI
2. INSPECTOR ENVIRONMENT
3. WARDON TRAFFIC POLICE

ضلع قصور: دھواں چھوڑتی گاڑیوں سے فضائی آلودگی میں اضافہ و تدارک کی تفصیلات

*1040: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں سڑکوں پر دھواں چھوڑتی گاڑیوں سے فضائی آلودگی روز بروز بڑھ رہی ہے؟

(ب) محکمہ اس فضائی آلودگی کے تدارک کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ج) 2012-13 کے دوران ضلع قصور میں کل کتنی دھواں چھوڑتی گاڑیوں کے چالان کئے گئے اور ان کو کتنا جرمانہ کیا گیا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع قصور میں گاڑیوں کی سخت چیکنگ کی وجہ سے فضائی آلودگی کے مسائل قابو میں ہیں۔

(ب) دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف موٹر وہیکل آرڈیننس کی شق 163 کے تحت چالان کر کے گاڑی کے مالک کو گاڑی ٹھیک کروانے کے لئے ہدایت کی جاتی ہے ایسی گاڑیوں کی فٹنس سرٹیفکیٹ اور روٹ پرمٹ بھی معطل کر دیئے جاتے ہیں تاوقتیکہ مالک گاڑی کو درست حالت میں دوبارہ متعلقہ آفیسر کے پاس فٹنس کے لئے نہ لائے۔

فضائی آلودگی کے تدارک کے لئے محکمہ ٹریفک پولیس اور محکمہ انوائرنمنٹ بھی قانونی کارروائی عمل میں لاتے رہتے ہیں۔

(ج) 13۔2012 کے دوران ضلع قصور میں کل 105 گاڑیوں کے چالان کئے گئے جن میں سے 70 گاڑیاں بند کی گئیں اور بقایا 35 گاڑیوں کو ٹھیک کروانے کے بعد مبلغ۔/51,800 روپے جرمانہ کر کے چھوڑا گیا۔

ضلع قصور: خواتین کو ٹرانسپورٹ کی فراہمی کی تفصیلات

*1041: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں عورتوں کو سفر کرنے کے لئے ٹرانسپورٹ کی شدید کمی کے سبب شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ب) کیا حکومت قصور میں ورکنگ وومن (خواتین) کے لئے خصوصی ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے سنجیدگی سے غور کر رہی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چونکہ قصور ایک چھوٹا ضلع ہے اس لئے قصور اربن ایریا میں نہ اربن ویگنیں اور نہ ہی بسیں چلتی ہیں البتہ ضلع قصور میں مختلف انٹر سٹی روٹوں پر 328 بسیں اور 280 ویگنیں عوام بشمول خواتین کو سفری سہولیات مہیا کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ لوکل / پرائیویٹ ٹرانسپورٹ (جس میں موٹر سائیکل رکشے اور سی این جی رکشے شامل ہیں) میں خواتین بآسانی سفر کر سکتی ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے گزشتہ سالوں میں وقتاً فوقتاً مسافر خواتین کے لئے مختلف اضلاع میں علیٰحدہ بس سروس کا آغاز کیا تھا لیکن ان مخصوص بسوں میں خواتین مسافروں کی تعداد نشستوں کی تعداد کے لحاظ سے بہت کم تھی جو کہ مالی خسارے کا سبب بن رہی تھی جس کی وجہ سے اس سروس کو بند کر دیا گیا تھا۔

لاہور: جنرل ہسپتال سے داروغہ والا روٹ پر چلنے والی بسوں میں اضافہ کرنے کی تفصیلات

*1219: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جنرل ہسپتال لاہور سے داروغہ والا روٹ پر کتنی 26 نمبر بسیں چل رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس روٹ نمبر 26 پر چلنے والی بسوں میں کمی کر دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنے بڑے روٹ پر بسوں میں کمی کے باعث عوام کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بالا روٹ پر مزید بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ مسافروں کی مشکلات کو کم سے کم کیا جا سکے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) روٹ نمبر B-26 پر اس وقت 12 نئی اے سی بسیں چلائی جا رہی ہیں اور بسوں کی تعداد تھرڈ پارٹی سروے کے بعد متعین کی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ متعلقہ روٹ پر مارچ 2013 سے نئی اے سی بس سروس کا آغاز کیا گیا تھا اور بسوں میں بغیر کسی تبدیلی یا کمی کے مسافروں کو اعلیٰ معیار کی سفری سہولیات بہم پہنچائی جا رہی ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ متعلقہ روٹ پر بسوں کی تعداد میں کمی نہ کی گئی ہے۔

(د) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا پلاننگ ونگ اس سلسلہ میں پسنجر رائڈر شپ کی جانچ پڑتال کے لئے فزیکل سروے کرواتی ہے جس سے بغور یہ جائزہ لیا جاتا ہے کہ روٹ پر مسافروں کی تعداد کے مطابق کتنی بسیں ہونی چاہئے۔

مستقبل میں اگر مذکورہ روٹ پر بسوں کی تعداد کو بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو متعلقہ آپریٹر کو ہدایات جاری کی جا سکتی ہیں۔

مزید یہ کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی بسوں کے دورانیہ کو مزید کم کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے اور ساتھ ہی تمام اربن روٹس بشمول B-26 پر بسوں کی تعداد بڑھانے کے لئے کوشاں ہے۔

لاہور: شمالی لاہور میں ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کرنے کی تفصیلات

*1423: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شمالی لاہور میں اس وقت کتنی بسیں چل رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شمالی لاہور میں حکومت کی طرف سے بہت کم بسیں چلائی جارہی ہیں ان میں محکمہ اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

(ج) شمالی لاہور میں گورنمنٹ اور پرائیویٹ کمپنیوں کی طرف سے کل کتنی بسیں چلائی جارہی ہیں الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شمالی لاہور میں اس وقت مختلف روٹس پر بس اور مزدا ٹرانسپورٹ عوام الناس کو سفری سہولیات فراہم کر رہی ہے جن کی تعداد درج ذیل ہے۔

بسوں کی تعداد	=67
مزدوں کی تعداد	=70

(ب) یہ درست ہے کہ شمالی لاہور میں بسوں کی تعداد کم ہے جس کی بنیادی وجہ غیر قانونی چنگ چی رکشا ہے جو کہ شمالی لاہور کی طرف جانے والے بیشتر روٹس کے لئے بہت زیادہ مالی خسارہ کا باعث بن رہا ہے اور ساتھ ہی سڑک پر بس آپریشن کے لئے پریشانی کا سبب بنتا ہے جس کی وجہ سے مختلف حادثات رونما ہو چکے ہیں۔ آپریٹر حضرات مالی خسارہ اور بس آپریشن میں مشکلات کی وجہ سے ان روٹس پر اپنی بسوں کو چلانے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی مختلف اوقات میں ان روٹس پر غیر قانونی چنگ چی رکشا کے خلاف کارروائی عمل میں لا چکی ہے مگر میڈیا اور سیاسی اثر و رسوخ کی وجہ سے خاطر خواہ کامیابی ممکن نہ ہو سکی کیونکہ چنگ چی رکشا مالکان ایک مافیا کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔

نتیجتاً جب تک ان غیر قانونی چنگ چی رکشا کی روٹس پر موجودگی رہتی ہے کوئی بھی بس آپریٹر بس چلانے کے لئے آمادہ نہیں ہو سکتا اور اس مافیا کے خلاف کارروائی ضلعی حکومت کے ساتھ مل کر ہی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔

تمام تر مشکلات کے باوجود لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی شمالی علاقہ کی طرف سے چلنے والے روٹس پر بسوں اور مزدوں کے ساتھ عوام الناس کو سفری سہولیات بہم پہنچا رہی ہے۔

(ج) شمالی لاہور کی طرف جانے والے مختلف روٹس پر چلنے والی بسوں اور مزدوں کی تعداد ذیل میں تفصیلاً بیان کی جارہی ہے۔

روٹ نمبر 4 (جنرل بس سٹینڈ تا جلو موڑ)	=	10 مزدے
روٹ نمبر 12 (ریلوے سٹیشن تا نشتر کالونی براستہ دھرمپورہ، صدر چوک)	=	22 بسیں

روٹ نمبر 12A (بھاٹی یو ٹرن تا آرائے بازار براستہ دھرمپورہ، صدر چوک)	=	9 بسیں
روٹ نمبر 17 (ریلوے سٹیشن تا جلو پنڈ)	=	12 مزدے
روٹ نمبر 22 (ٹھوکر نیاز بیگ تا جلو موڑ براستہ جلو پارک، گھرکی ہسپتال)	=	48 مزدے
روٹ نمبر 26 (نشتر یو ٹرن تا چونگی سلامت پورہ براستہ مغلپورہ، شالامار چوک، داروغہ والا)	=	11 بسیں
روٹ نمبر 36 (داروغہ والا تا چونگی امر سدھو)	=	15 بسیں
روٹ نمبر 59 (آرائے بازار تا بیدیاں)	=	10 بسیں

لاہور-ریلوے سٹیشن سے جلو موڑ روٹ پر مزید بسیں چلانے کی تفصیلات

*1627: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور ریلوے سٹیشن سے (جی ٹی روڈ) جلو موڑ تک عوام کی سہولت کے لئے حکومت نے کتنی بسیں چلائی ہیں، تعداد بیان فرمائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بسوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ریلوے سٹیشن سے جلو موڑ تک بسوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مذکورہ روٹ نمبر B-4 (جنرل بس سٹینڈ تا جلو موڑ براستہ ریلوے سٹیشن) اس وقت 10 سے 12 منی بسیں / مزدے عوام الناس کو سفری سہولیات دے رہے ہیں جو کہ عارضی بنیادوں سٹاف گیپ ارینجمنٹ کے تحت چلائے جا رہے ہیں۔ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی مذکورہ روٹ پر بسیں چلانے کے لئے عملی طور پر اقدامات کر رہی ہے مگر بنیادی طور پر سب سے بڑی رکاوٹ غیر قانونی طور پر چلنے والے موٹر سائیکل رکشا ہیں جن کی وجہ سے آپریٹر اس روٹ پر بسیں چلانے کے لئے آمادہ نہیں ہو رہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے نیو خان ٹرانسپورٹ کمپنی کے بند ہونے کے بعد لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے مذکورہ روٹ فرسٹ بس پرائیویٹ لمیٹڈ کو الاٹ کیا جو مرحلہ وار بسوں کی تعداد میں اضافہ بھی کر رہا تھا مگر غیر قانونی رکشا جو کہ مافیا کی صورت اختیار کر چکا ہے بس آپریٹر کے لئے بہت زیادہ مالی خسارہ کا باعث بنا جس کی وجہ سے آپریٹر کو مجبوراً روٹ کو بند کرنا پڑا۔ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے متعدد باران غیر قانونی موٹر سائیکل رکشا کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا

مگر حکومت مخالف عناصر اور رکشا مافیا کی طرف سے پُر تشدد کارروائیوں کے سبب کامیابی ممکن نہ ہو سکی۔

(ب) درج بالا جواب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ فی الوقت مذکورہ روٹ پر مزدے / منی بسیں چل رہی ہیں اور ادارہ روٹ پر جلد از جلد بس سروس بحال کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔

(ج) انشاء اللہ جلد ہی مذکورہ روٹ پر بس آپریشن کا آغاز کر دیا جائے گا اور مرحلہ وار بسوں کی تعداد میں اضافہ بھی ممکن ہو سکے گا۔

ضلع لاہور: فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2731: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں 13۔2012 کے دوران کتنا فنڈز کس کس مد کے لئے فراہم کیا گیا؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں کتنے روٹ پرمٹ جاری کئے گئے اور ان سے محکمہ کو کتنی آمدن ہوئی؟

(ج) مذکورہ ضلع میں اس عرصہ کے دوران عوام کو ٹرانسپورٹ کی کیا کیا سہولیات فراہم کی گئیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کو سال 13۔2012 میں جو فنڈز حکومت کی طرف سے جاری ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) آپریٹنگ اخراجات کی مد میں مبلغ۔/139,606,339 روپے فنڈز جاری ہوئے۔

(ii) آپریشنل سبسڈی کی مد میں مبلغ۔/134,823,595 روپے فنڈز جاری ہوئے۔

(ب) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی لاہور شہر اور گردونواح میں اربن ٹرانسپورٹ (اربن بس، ویگن، مزدا/ منی بس، فور سٹروک رکشا، ٹیکسی) کو ریگولیٹ کرتا ہے۔

سال 13۔2012 میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے درج بالا پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے 6,985 روٹ پرمٹ جاری کئے جس کی مد میں ادارہ و حکومت پنجاب کو مبلغ ۔/21,129,680 روپے کی آمدن ہوئی۔

(ج) لاہور شہر میں عوام الناس کو بہترین سفری سہولیات کی فراہمی لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کی اوّلین ترجیح ہے اور اس مقصد کے تحت عملی طور پر کاوشیں بدستور جاری ہیں۔ ذیل میں ان روٹس کا ذکر کیا جا رہا ہے جو کہ 13۔2012 کے دوران آپریشنل کئے گئے۔

1- روٹ نمبر B-1(سیکرٹریٹ تا آرائے بازار)
2- روٹ نمبر B-2(جنرل بس سٹینڈ تا مراکہ)
3- روٹ نمبر B-4(جنرل بس سٹینڈ تا جلو موڑ)
4- روٹ نمبر B-8(جنرل بس سٹینڈ تا علامہ اقبال انٹرنیشنل ائرپورٹ)
5- روٹ نمبر B-19(نیازی چوک تا گلبرگ مین مارکیٹ)
6- روٹ نمبر B-21(ریلوے سٹیشن تا شیخوپورہ)
7- روٹ نمبر B-22(علامہ اقبال انٹرنیشنل ائرپورٹ تا ویلنشیا گول چکر)
8- روٹ نمبر B-28(علامہ اقبال انٹرنیشنل ائرپورٹ تا گرین ٹاؤن)
9- روٹ نمبر B-41(ریلوے سٹیشن تا لیاقت آباد)
10- روٹ نمبر B-49(ریلوے سٹیشن تا کامونکی)
11- روٹ نمبر B-49 A(ریلوے سٹیشن تا مریدکے)
12- روٹ نمبر B-51(گجومتہ تا قصور)
13- روٹ نمبر B-55(ریلوے سٹیشن تا سبزہ زار کالونی)
14- روٹ نمبر B-58(ٹھوکر نیاز بیگ تا پھول نگر)

مزید برآں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی دوسرے تمام نان آپریشنل اربن روٹس پر بھی معیاری اور سستی اے سی بس سروس چلانے کے لئے اقدامات کر رہی ہے تاکہ عوام الناس کو بہتر سفری سہولیات بہم پہنچائی جا سکیں۔

صوبہ میں چلنے والی سرکاری بسوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2966: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں سرکاری بسیں کن کن اضلاع میں کتنی کتنی چل رہی ہیں؟

(ب) حکومت مزید کن کن اضلاع میں سرکاری بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی سرکاری بسیں کسی بھی ضلع میں نہیں چل رہیں۔

(ب) اس جز کا جواب اوپر دے دیا گیا ہے۔

ضلع ٹوبہ سنگھ: بسوں اور ویگنوں کے اڈے و دیگر تفصیلات

*3024: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بسوں اور ویگنوں کے اڈوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ اڈوں پر محکمہ کی طرف سے کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس ضلع کے تمام بسوں اور ویگنوں کے اڈوں پر صفائی کا کوئی انتظام نہ ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاری اڈا ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر کے وسط میں ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کے مسائل بڑھ جاتے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان مسائل کے پیش نظر حکومت نے لاری اڈا کو شہر سے باہر منتقل کرنے کے لئے جگہ مختص کی ہوئی ہے، اگر ہاں تو حکومت کب تک لاری اڈا کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بسوں اور ویگنوں کے اڈوں کی کل تعداد 4 ہے اور یہ تمام سی کلاس سٹینڈز ہیں۔

1۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ	2۔	گوجرہ
3۔	کمالیہ	4۔	پیر محل

(ب) چونکہ سی کلاس سٹینڈز کی دیکھ بھال سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ذمے ہے اس لئے یہ سہولیات فراہم کرنا محکمہ ٹرانسپورٹ کی ذمہ داری نہ ہے مذکورہ اڈوں پر درج ذیل سہولیات موجود ہیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ	گوجرہ	کمالیہ	پیر محل
ٹرمینل بلڈنگ	ٹرمینل بلڈنگ	واش روم (مردانہ / زنانہ)	ٹرمینل بلڈنگ
ویٹنگ ایریا	ویٹنگ ایریا	باؤنڈری وال	ویٹنگ ایریا
واش روم (مردانہ / زنانہ)	واش روم (مردانہ / زنانہ)	شیڈ	واش روم (مردانہ / زنانہ)
لائیٹنگ سسٹم	باؤنڈری وال	بنچ	باؤنڈری وال

(ج) یہ درست نہ ہے۔ صفائی کا انتظام ٹھیک ہے اور وقتاً فوقتاً ان اڈوں کی چیکنگ بھی کی جاتی ہے۔

(د) جی ہاں! ٹوبہ ٹیک سنگھ کا لاری اڈا شہر کے وسط میں ہے جس سے ٹریفک مسائل جنم لیتے ہیں جن کے تدارک کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں اور زمین کے حصول کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔

(ہ) جی نہیں حکومت کی طرف سے لاری اڈا کو شہر سے باہر منتقل کرنے کے لئے ابھی تک زمین الاٹ نہیں کی گئی لیکن ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ لاری اڈا شہر سے باہر منتقل کرنا چاہتی ہے اور زمین کے حصول کے لئے کوشش کی جارہی ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب: منظور شدہ ویگن / بس اڈوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

***3063: ملک ذوالقرنین ڈوگر:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پرائیویٹ ویگن اور بس اڈا منظور کروانے کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟

(ب) ضلع ننکانہ میں اس وقت منظور شدہ اڈوں کی تفصیل مع مالکان سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ان اڈوں میں مسافروں کی سہولت کے لئے کئے جانے والے اقدامات کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) اگر مسافروں کی سہولت کے لئے مکمل انتظامات نہیں ہیں تو کیا محکمہ ان اڈا مالکان کے خلاف کوئی کارروائی کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پرائیویٹ ویگن / بس سٹینڈز کی (اصطلاح) رول 253 موٹر وہیکلز رولز 1969 (MVR) کے تحت (D)Class Stands بیان کی گئی ہے ان سٹینڈوں کی منظوری کے لئے شرائط و ضوابط مذکورہ موٹر وہیکلز رولز کی شق نمبر 256,263,253,253-A میں وضع کی گئی ہیں مذکورہ قواعد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ننکانہ صاحب میں منظور شدہ اڈوں C Class & D Class Stands کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ننکانہ صاحب موٹر وہیکلز رول کی شق نمبر 256 میں مقرر کی گئی سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے ان اڈوں کا وقتاً فوقتاً معائنہ کرتے ہیں۔

(د) جیسا کہ جز (ج) میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی سٹینڈ پر مذکورہ قانون کی شق کی رو سے مقرر کردہ سہولتوں کی فراہمی کو نظر انداز کیا گیا ہے تو اس سٹینڈ کے مالک کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

گوجرانوالہ: محکمہ ٹرانسپورٹ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*3166: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) گوجرانوالہ میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے کون کون سے دفاتر کہاں کہاں کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں کیا کیا فرائض سرانجام دیئے جا رہے ہیں؟

(ج) ان دفاتر کے ذرائع آمدن کیا کیا ہیں؟

(د) ان دفاتر کے سال12۔2011 اور13۔2012 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل فراہم کریں؟

(ہ) ان دفاتر میں کل کتنے ملازم، عہدہ اور گریڈ وار کام کر رہے ہیں؟

(و) ان ملازمین میں سے کس کس کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی کہاں کہاں ہو رہی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے درج ذیل دفاتر کام کر رہے ہیں:

۱۔ دفتر سیکرٹری، ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، جو کمشنر آفس گوجرانوالہ میں واقع ہے۔

۲۔ دفتر موٹر وہیکلز ایگزامینر، جنرل بس سٹینڈ کی بلڈنگ گوجرانوالہ میں واقع ہے۔

(ب) ان دفاتر میں سرانجام دیئے جانے والے فرائض کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۱) دفتر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، گوجرانوالہ۔

۱۔ منظوری، اجراء/تجدید لائسنس ہائے سی وڈی کلاس سٹینڈز۔

۲۔ اجراء/تجدید لائسنس ہائے باڈی بلڈنگ ورکشاپس وگڈز فارورڈنگ ایجنسیز۔

۳۔ اجراء/تجدید روٹ پرمٹ ہائے برائے کمرشل گاڑیاں۔

۴۔ کلاسیفکیشن برائے روٹ حدود ضلع گوجرانوالہ۔

۵۔ تنسیخ و معطلی روٹ پرمٹ ہائے۔

۶۔ شکایات وصولی زائد کرایہ و ناجائز وصولی پارکنگ فیس وغیرہ کا ازالہ کرنا۔

۷۔ چالان ہائے گاڑیوں کی سماعت کرنا اور جرمانہ/سزا زیر موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 رولز 1969 عائد کرنا۔

۸۔ بطور کلیم ٹربیونل متاثرین حادثات کے کلیم ہائے کا فیصلہ کرنا۔

۲) دفتر موٹر وہیکلز ایگزامینر گوجرانوالہ

۱۔ فٹنس سرٹیفکیٹ کا اجراء/تجدید کرنا۔ خستہ حال گاڑیوں کی فٹنس کو معطل کرنا۔

۲۔ گورنمنٹ کی ناکارہ گاڑیوں کے کنڈم سرٹیفکیٹ جاری کرنا۔

۳۔ گورنمنٹ کی گاڑیوں کو فی کلومیٹر ایوریج کے حساب سے سرٹیفکیٹ جاری کرنا۔

۴)۔ ٹریفک حادثات کی صورت میں ایکسیڈنٹ انکوائری کمیٹی کا ممبر۔

۵)۔ ڈرائیونگ ٹسٹ بورڈ میں کمرشل گاڑیوں کے ڈرائیوروں کو لائسنس جاری کرنے والی کمیٹی کا ممبر۔

۶)۔ گورنمنٹ کی گاڑیوں کی مرمت اور تبدیلی پرزہ جات کے لئے سرٹیفکیٹ جاری کرنا۔

۷)۔ گورنمنٹ کے دفاتر میں ڈرائیور حضرات کی بھرتی کے لئے ٹیکنیکل ممبر۔

۸) موٹر وہیکلز قوانین کی خلاف ورزی پر چالان کرنا۔

۹)۔ پرائیویٹ ڈرائیونگ ٹریننگ سکولز کی انسپیکشن کرنا۔

۱۰)۔ باڈی بلڈنگ ورکشاپس کی انسپیکشن کرنا۔

(ج) یہ کہ ہر دو دفاتر حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ کے ذرائع آمدن درج ذیل ہیں:
روٹ پرمٹ اجراء وتجدید فیس، فٹنس سرٹیفکیٹ اجراء وتجدید فیس، لائسنس فیس بابت اجراء وتجدید سی وڈی کلاس سٹینڈز، لائسنس فیس بابت اجراء وتجدید گڈز فارورڈنگ ایجنسیز اور لائسنس فیس بابت اجراء وتجدید باڈی بلڈنگ ورکشاپس وغیرہ۔

(د) یہ کہ ہر دو دفاتر کے اخراجات اور آمدن برائے مالی سال2012-13, 2011-12 کی تفصیل درج ذیل ہے:

2011-12

نام فیس	کل وصولی /آمدن	اخراجات
روٹ	12,732,100/-	--
فٹنس	7,411,850/-	--
ٹریفک جرمانہ	884,400	--
کل میزان	21,028,350	5,011,327

2012-13

نام فیس	کل وصولی	اخراجات
روٹ	19,113,500	--
فٹنس	8,536,750	--
ٹریفک جرمانہ	929,400	--
کل میزان	28,559,650/-	4,978,510/-

(ہ) یہ کہ ہر دو دفاتر میں کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
دفتر سیکرٹری ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی، گوجرانوالہ:۔

عہدہ	گریڈ	تعداد ملازمین
سیکرٹری، ڈی آر ٹی اے، گوجرانوالہ	17	01
ایم، ایم، پی، آئی	16	01

سٹینوگرافر	14	01
اسسٹنٹ	14	01
سینئر کلرک	09	01
جونیئر کلرک	07	02
کانسٹیبل	05	02
ڈرائیور	04	01
نائب قاصد	01	01
خاکروب	01	01
ٹوٹل		12

دفتر موٹر وہیکلز ایگزامینر، گوجرانوالہ

موٹر وہیکلز ایگزامینر	11	01
جونیئر کلرک	07	01
چوکیدار	01	01
ٹوٹل		03

(و) یہ کہ ان دفاتر میں اس وقت کام کرنے والے افسران / ملازمین میں سے کسی کے خلاف بھی کوئی باقاعدہ انکوائری نہ چل رہی ہے۔

لاہور: میٹرو بس سروس میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3197: میاں خرم جہانگیر وٹو: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میٹرو بس سروس لاہور کے دفتر میں کام کرنے والے افسران و ماتحت عملہ کی تعداد کتنی ہے، نام اور عہدہ و سکیل وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا ان ملازمین کی تعیناتی مستقل بنیادوں پر ہے؟

(ج) ان ملازمین کی تنخواہوں و دیگر مدات میں سالانہ کتنے اخراجات ہوتے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) میٹرو بس سروس لاہور کے دفتر میں کام کرنے والے افسران و ماتحت عملے کی تعداد 49 ہے ان افسران و ماتحت عملے کے نام اور عہدہ و سکیل کی تفصیلات (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ان ملازمین کی تعیناتی تین سالہ کنٹریکٹ کی بنیاد پر کی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 14-2013میں 31-مئی 2014تک ملازمین کو تنخواہوں کی مد میں ادا کی جانے والی رقم -/45,771,008روپےاور دیگر مدات میں ہونے والے اخراجات -/2,518,323,080 روپے ہیں۔

لاہور: میٹرو بس سروس سے ہونے والی آمدن و دیگر تفصیلات

*3198: میاں خرم جہانگیر وٹو: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) میٹرو بس سروس میں شاہدرہ تا گجومتہ لاہور کے روٹ پر روزانہ کتنے مسافر سفر کر رہے ہیں؟

(ب) میٹرو بس سروس سے اب تک کتنی آمدن اور اخراجات ہوئے ہیں؟

(ج) حکومت نے میٹرو بس کی کمپنی کو اب تک کتنی سبسڈی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) میٹرو بس سروس میں شاہدرہ تا گجومتہ (لاہور) کے روٹ پر مئی کے اعداد و شمار کے مطابق اوسطاً 142,378 مسافر سفر کر رہے ہیں۔

(ب) مالی سال14-2013میں31-مئی2014تک ہونے والی آمدنی -/905,361,108 روپے اور اخراجات -/2,564,094,088روپے ہے۔

(ج) مالی سال14-2013میں31-مئی2014تک ادا کی جانے والی سبسڈی کی رقم -/1,658,732,980روپے ہے۔

صوبہ بھر میں رجسٹرڈ گاڑیوں سے متعلقہ تفصیلات

*3709: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں کتنی گاڑیاں رجسٹرڈ ہیں بالخصوص بسیں، مزدا، ویگن، پک اپ، ٹیکسیز، رکشا اور دیگر؟

(ب) مالی سال13-2012میں پنجاب میں کتنی گاڑیوں کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے؟

(ج) پنجاب میں فٹنس سرٹیفکیٹ کے بغیر چلنے والی گاڑیوں کی تعداد کیا ہے، کیا فٹنس سرٹیفکیٹ کے بغیر گاڑیوں کو سڑک پر آنے کی اجازت ہے، غیر معیاری سلنڈرز اور فٹنس نہ رکھنے والی

گاڑیوں پر سی این جی اور پٹرول نہ دینے کی پابندی ہے نیز حکومت مستقبل میں اس حوالے سے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب سے اس کا جواب منگوایا گیا جو درج ذیل ہے۔

مورخہ 31۔دسمبر2013 تک کے اعداد و شمار کے مطابق پنجاب میں کل رجسٹرڈ ہونے والی گاڑیوں کی تعداد8,813,073 ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مالی سال 13۔2012 میں صوبہ پنجاب میں کل397,175 کمرشل گاڑیوں کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے۔

(ج)

(i) پنجاب میں تمام کمرشل /پبلک سروس گاڑیاں فٹنس لینے کی پابند ہیں خلاف ورزی کی صورت میں مؤثر کارروائی عمل میں لاتے ہوئے دوران ٹریفک چیکنگ 15,753 گاڑیاں چالان و بند کی گئیں اور فٹنس سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد متعلقہ گاڑی ریلیز کی جاتی ہے۔

(ii) فٹنس سرٹیفکیٹ کے بغیر ٹرانسپورٹ وہیکلز کے سڑک پر آنے کی اجازت نہ ہے۔

(iii) غیر معیاری سلنڈر اور فٹنس نہ رکھنے والی گاڑیوں پر سی این جی نہ دینے کی پابندی ہے جو کہ (Joint Secretary/Chairman Tasks Force, Ministry of Petroleum & Natural Resources) کی طرف سے جاری کردہ لیٹر نمبر CNG-1/12 مورخہ 30-03-2012 کو لگائی گئی تھی۔اس ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ کی طرف سے پورے پنجاب میں ایک مہم جاری ہے جس کے نتیجے میں سال 14۔2013 میں کی گئی کارروائی درج ذیل ہے:

غیر معیاری سلنڈرز اور فٹنس نہ رکھنے پر چالان کئے گئے۔	122,555
غیر معیاری سلنڈرز اور فٹنس نہ رکھنے پر گاڑیاں بند کی گئیں	35,043
غیر معیاری سلنڈرز اور فٹنس نہ رکھنے پر جرمانہ کیا گیا	48,575,070/۔ روپے

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ایل ٹی سی کو چنگ چی کا چالان کرنے سے متعلقہ اختیارات اور دیگر تفصیلات

287: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا لاہور ٹرانسپورٹ اتھارٹی، ایل ٹی سی کو چنگ چی اور دوسرے رکشاجات کے چالان کرنے کا اختیار دیا گیا ہے؟

(ب) اگر ایل ٹی سی کو اختیار نہیں دیا گیا تو یہ کس اختیار کے تحت چنگ چی رکشوں کے چالان کرتی ہے؟

(ج) نیز سال 14۔2013 میں ایل ٹی سی نے کتنے چالان کئے اور کتنا جرمانہ کیا گیا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا مقصد ضلع لاہور میں عوام الناس کو بہتر، معیاری، سستی اور محفوظ پبلک ٹرانسپورٹ مہیا کرنا ہے مزید یہ کہ موٹر وہیکل آرڈیننس U/S 72-E کے مطابق لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی چنگ چی، 4سٹروک رکشا، 2سٹروک رکشا اور دیگر اربن ٹرانسپورٹ کے خلاف قانونی کارروائی کا اختیار رکھتی ہے۔

(ب) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کو اختیار حاصل ہے اور درج بالا جواب (الف) میں بیان کیا جا چکا ہے۔

(ج) سال 14۔2013 (یکم جنوری 2013 تا 18۔ستمبر 2014) کے دوران 156,487 گاڑیوں کے چالان کئے گئے اور مبلغ۔/62,583,800 روپے جرمانوں کی مد میں حکومت کے خزانے میں جمع ہوئے۔

پبلک ٹرانسپورٹ کے فٹنس سرٹیفکیٹ سے متعلقہ تفصیلات

299: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ کے مالکان کو موٹر وہیکل ایگزامینر سے اپنی گاڑیوں کو Fitness کا سرٹیفکیٹ لینا ہوتا ہے کہ آیا وہ بطور پبلک ٹرانسپورٹ چلنے کے قابل ہیں یا نہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے چلنے والی گاڑیوں کی ایک عمر ہوتی ہے اور اس عمر کے بعد انہیں روڈ پر آنے سے روک دیا جاتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پچھلے دو سالوں میں لاہور میں کتنی گاڑیوں کے Fitness certificate جاری کئے اور کتنی گاڑیوں کی عمر پوری ہونے پر انہیں روڈز پر آنے سے روکا گیا، نیز خلاف ورزی کرنے والوں کی تعداد کتنی ہے اور ان کے خلاف کیا action لیا گیا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے ہر قسم کی پبلک ٹرانسپورٹ وہیکل کے مالک کے لئے موٹر وہیکلز رولز کے تحت لازم ہے کہ وہ اپنی گاڑی کا فٹنس سرٹیفکیٹ ہر چھ ماہ کے بعد متعلقہ موٹر وہیکلز ایگزامینر سے حاصل کرے بصورت دیگر چیکنگ کے دوران ایسی گاڑی جس کا فٹنس سرٹیفکیٹ valid نہ ہو یا سرے سے حاصل نہ کیا گیا ہو تو ایسی گاڑیوں کا روڈ پر چلنا ممنوع ہے اور ایسی گاڑیوں کے خلاف موٹر وہیکلز رولز کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے ایسی گاڑیاں فزیکلی اور مکینیکلی درستی اور فٹنس سرٹیفکیٹ حاصل ہونے کے بعد ہی روڈ پر چل سکتی ہیں۔

(ب) پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے چلنے والی گاڑیوں کی عمر کی کوئی حد مقرر نہ ہے عوام کے جان و مال کی حفاظت کے پیش نظر ہر پبلک ٹرانسپورٹ کو فزیکلی اور مکینیکلی طور پر چیک کرنے کے بعد چھ ماہ تک کا فٹنس سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔ فزیکلی اور مکینیکلی unfit گاڑی کا روٹ پرمٹ وقتی طور پر معطل کر دیا جاتا ہے اور جب تک گاڑی fit نہ ہو فٹنس سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے اور نہ ہی روٹ پرمٹ جاری کیا جاتا ہے۔

(ج) پچھلے دو سالوں میں لاہور میں کل۔/1,50,214 روپے گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے نیز فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی وجہ سے۔/2,558 گاڑیوں کو چالان و بند کیا گیا اور ان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے۔/167 گاڑیوں کے روٹ پرمٹ / فٹنس سرٹیفکیٹ معطل کئے گئے؟

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے آج سے پہلے بھی کئی بار گزارش کی ہے کہ اوّل تو میرے سوال آتے نہیں ہیں۔ میرے سوال ایک ایک سال سے pending ہیں اور اُن میں اہم ترین سوال ہے کہ properties کی original registries رجسٹرار آفس رکھ رہا ہے اور میں ہمیشہ specific

questions کرتا ہوں۔ میرے پاس آج میرے سوالوں کی لسٹ موجود ہے۔ ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے یہ سوال نہیں آتے۔۔۔

جناب سپیکر: آج جناب کے سوال تھے اور جناب تشریف نہیں لائے تھے تو اب اس پر کیا کرنا چاہئے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سُن لیجئے اگر کبھی میرے سوال آتے بھی ہیں تو انتہائی مشکل سے آتے ہیں اور میں نے آپ سے باقاعدہ رولز کا حوالہ دے کر کہا تھا کہ ممبر کوئی ولی تو نہ ہے، اُس کو کیسے پتا لگے گا کہ میرا سوال کل آ رہا ہے؟ سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں سوال نامے پہلے دیئے جا رہے ہیں اور رولز بھی یہ کہتے ہیں۔ مجھے اس میں زیادہ تکلیف نہیں ہے یہ باقی معزز ممبران کا بھی مسئلہ ہے۔ آپ اس معاملہ پر voting کرا لیں کہ سوال نامہ پہلے آنا چاہئے تاکہ کم از کم ممبر کو پتا تو ہو کہ میرا سوال آ رہا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر روزانہ گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں چوری ہو رہی ہیں اس پر میں نے باقاعدہ detailed question دیا تھا آج تک وہ بھی نہیں آ رہا۔ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں اگر یہی حال رہا اور teethless قسم کے سوال آتے رہے اور اسی طرح اس ایوان کو چلایا جاتا رہا تو پھر تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میں آپ کو یہ لسٹ دے رہا ہوں آپ صرف اس کو دیکھ لیجئے کہ ایک سال سے میرے سوال pending ہیں۔ آج مجھے ایک اور بات بتا دیجئے آپ جو کہیں گے ہو گا تو ایوان میں وہی لیکن آپ بتا دیجئے کہ ایک دن پہلے سوال دینے میں کوئی حرج ہے کہ معزز ممبر کو پتا لگ جائے کہ میرا سوال آ رہا ہے؟ بہت شکریہ

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، غیاث الدین صاحب!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! میں آج ایک بڑی اہم بات آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ کل میرے حلقہ پی پی۔133 (شکر گڑھ) میں ایک حادثہ ہوا۔ میاں بیوی موٹر سائیکل پر جا رہے تھے، حادثہ کے بعد اُن کو راہ گیر اُٹھا کر تحصیل شکر گڑھ کے ہسپتال میں لے آئے۔ محترمہ زچگی کی حالت میں تھی وہ چیختی چلاتی رہی۔ اُس کے ورثاء بھی پہنچ گئے وہ بھی چیختے چلاتے رہے۔ وہاں لیڈی ڈاکٹر تھی اور نہ ہی کسی اور ڈاکٹر نے توجہ دی۔ ورثاء نے انتظامیہ کے ساتھ بھی رابطے کی کوشش کی لیکن انتظامیہ نے بھی اُن کی بات پر کوئی کان نہ دھرا یہاں تک کہ وہ زخمی محترمہ چیخ چیخ کر

اللہ کو پیاری ہو گئی۔ زچہ اور بچہ دونوں فوت ہو گئے جس پر لوگوں نے احتجاج کیا۔ مجھے بھی اطلاع آئی تو میں نے ڈی سی او صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن رابطہ نہ ہوا۔ لوگوں نے بھی مجھے بتایا کہ ڈی سی او صاحب سے ہمارا رابطہ نہیں ہوا۔ رات تقریباً 12:30 بجے کے قریب میں نے کمشنر صاحب سے رابطہ کیا، پھر ڈی سی او صاحب کا فون آیا، کہنے لگے کہ جی ہمارا فون نمبر ہی بدل گیا ہے آپ پتا نہیں کون سے نمبر پر فون کرتے رہے ہیں؟

جناب سپیکر! لوگ وہاں پر سراپا احتجاج ہیں میں اس ایوان کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جو ڈاکٹر یا جو جو بھی عملہ اس میں ملوث پایا گیا ہے اُن کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: آپ کچھ لکھ کر مجھے بھجوائیں اُس کے بعد اُس پر نوٹس لیتے ہیں۔ مہربانی

پوائنٹ آف آرڈر

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شہزاد منشی صاحب!

صدر بازار لاہور کینٹ میں نیو شیخ شوز مارکیٹ میں بیچے جانے والے جوتوں کے تلوؤں کے نیچے صلیب کے نشان کا انکشاف

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پاکستان میں اقلیتوں میں سب سے بڑی تعداد مسیحیوں کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان بنانے میں ہمارا بہت بڑا کردار ہے۔ عیدالاضحیٰ سے دو دن پہلے لاہور کینٹ صدر بازار میں نیو شیخ شوز مارکیٹ پر شوز بیچے جا رہے تھے جن کے تلوؤں کے نیچے مقدس صلیب کا نشان بنا ہوا تھا۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ایسا کام جس سے مسیحیوں کے جذبات کو مجروح کیا جائے جب بازار میں ایسی چیزیں لائی جاتی ہیں اور وزیر قانون اس وقت ایوان میں تشریف فرما ہیں وہ اس بات سے واقف ہیں کہ مقدس صلیب مسیحیوں کے لئے کتنی اہمیت کی حامل ہے۔ جب یہ شوز سیل ہو رہے تھے تو اُس وقت ہمارے لوگوں نے پولیس سٹیشن رابطہ کیا تو اُس شخص کے خلاف ایف آئی آر درج تو ہو گئی لیکن اُس بندے کو ابھی تک پکڑا نہیں گیا بلکہ اُس نے interim bail کرا لی۔ گزارش یہ ہے کہ پاکستان میں بسنے والے مسیحیوں کے جذبات کو مجروح کیا گیا ہے۔ محکمہ قانون کو ایسی قانون سازی کرنی چاہئے کہ

جو لوگ باہر سے ایسی چیزیں لے آتے ہیں اور بازار میں مہیا کر دیتے ہیں جس سے ہمارے مسیحیوں کے جذبات بھی مجروح ہوئے ہیں اور ہم اس کی پُرزور مذمت بھی کرتے ہیں۔ میرے پیارے بھائی وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور میری بات کا جواب دینے کے لئے یہاں ایوان میں کھڑے ہیں میں ان سے بھی request کرتا ہوں کہ ان کو بھی اپنا کردار واضح کرنا چاہئے کہ ایسے لوگ جو مسیحیوں کے جذبات کو مجروح کرتے ہیں اُن کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کریں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو لوگ سڑکوں پر آئیں گے اور وہ اپنا مذہبی اور جائز حق بھی استعمال کریں گے۔

جناب سپیکر: میری بات سُنیں۔ سارے پاکستانی ہیں اور پاکستان کے سب شہریوں کے حقوق برابر ہیں اور جہاں تک مذہبی معاملات ہیں اس میں اگر کسی کی کوئی دل آزاری ہوتی ہے یا کسی کو اس سے ٹھیس پہنچتی ہے تو ہمیں اس کا ضرور نوٹس لینا چاہئے۔ جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! معزز ممبر جناب شہزاد منشی صاحب نے بڑے حساس point کی جانب توجہ دلائی ہے۔ اُن سے میری submission ہے کہ دس منٹ بعد مجھے اس شاپ کے بارے میں سارا کچھ بتا دیں۔ ہم اُس شاپ کے مالک کی interim bail, cancel کرانے کا بھی تحرک کریں گے کیونکہ اس کے بغیر تو گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ مسیحی برادری کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں اس پر حکومت severe action لے گی۔ بہت شکریہ

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے ایک بات کروں گا۔ یہ واقعہ 14-10-05 کا ہے اور میں بڑے افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ ہمارے وزیر کا گھر لاہور کینٹ میں موجود ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پورا لاہور بلکہ پورا پنجاب اس پر سراپا احتجاج ہے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے وزیر صاحب کو ابھی تک اس واقعہ کی اطلاع تک موصول نہیں ہوئی۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! مجھے کہنا تو نہیں چاہئے، کل بھی معزز ممبر مجھے ملے تھے میں نے ان سے پوچھا بھی تھا۔ میں معزز ممبر سے دوبارہ کہتا ہوں کہ میرے ساتھ بیٹھیں جو بھی مسئلہ ہے یہ دیکھیں گے کہ We will take very severe action.

جناب سپیکر: جی، محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کل ہمارے ایک معزز ممبر سردار شہاب الدین صاحب نے چند issues پر واک آؤٹ کیا تھا۔ وہ واک آؤٹ پاکستان پیپلز پارٹی کا مؤقف بیان کرنے کے بعد کیا گیا تھا۔ آج صبح جب آپ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے ہمیں اندر تو بلا لیا۔

جناب سپیکر: میں نے welcome کیا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گی کہ اس point یا issue پر بات کی جائے۔

جناب سپیکر: میں نے کہا ہے کہ میں اپنے چیمبر میں ان کی بات سنوں گا۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں ہم بیٹھ کر ان کی بات سنیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ایوان میں بات ہو جائے تو بہتر ہے۔

جناب سپیکر: ان کی genuine grievances کو انشاء اللہ دور کیا جائے گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کل جس وقت پاسپورٹ کے حوالے سے قرارداد آئی تھی تو میں اس کو oppose کرنے کے لئے تین دفعہ کھڑی ہوئی لیکن ڈپٹی سپیکر صاحب اتنی تیز رفتاری کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ انہوں نے مجھے oppose کرنے کا موقع بھی نہیں دیا۔

جناب سپیکر: محترمہ! عمر کا حساب ہوتا ہے۔ وہ ماشاء اللہ نوجوان ہیں اور نوجوان تیز چلتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! انہیں کم از کم یہ پوچھ لینا چاہئے تھا کہ آپ کیوں بار بار کھڑی ہو رہی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

اسمبلی کے قواعد وضوابط میں (ترمیم) کا بل ایوان میں لانے کا مطالبہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ Rules of Procedure میں ممبران کی تعداد بڑھنے کے بعد changes ناگزیر ہو گئی ہیں۔ اس پر پچھلی اسمبلی میں بھی ہم نے بہت کام کیا، ایک کمیٹی بنی تھی جس میں ہم نے کام کر کے comprehensive amendments ترتیب دی تھیں۔ اس دفعہ پھر کام کیا گیا ہے لیکن وہ ابھی تک ایوان میں نہیں لائی گئیں۔ میں آپ کی توجہ

چاہتی ہوں کہ PILDAT کی طرف سے اسمبلیوں کی کارکردگی کے حوالے سے جو سروے آیا ہے وہ ہمارے لئے تشویش کا باعث ہے کہ پنجاب اسمبلی سب سے نیچے ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ Rules of Procedure میں ترامیم کا جو بل ہے اس کے بارے میں پتا کرائیں کہ وہ کہاں ہے اور کہاں stuck ہے۔ اگر ہم اس کو لے آئیں گے تو کارکردگی میں بہتری ہو سکتی ہے۔ اگر یہ ترامیم پانچ سال بعد ہوں گی تو پھر میرا نہیں خیال کہ ان سے کوئی فرق پڑے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو بات کی ہے ہم نے تمام ترامیم کے حوالے سے چیف منسٹر صاحب کو سمری بھیجی تھی وہ جیسے ہی ان کی طرف سے approve ہو کر آئیں گی ہم انہیں ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جہاں تک اسمبلی کی کارکردگی کا تعلق ہے تو پچھلے پارلیمانی سال میں ہم نے 31 بل پاس کئے ہیں اگر PILDAT کی رپورٹ میں دیکھیں تو اس حساب سے اسمبلی کا کام قانون سازی کرنا ہے اور قانون سازی میں ہم تمام صوبوں میں دوسرے نمبر پر ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے مہربانی کی اور بتا دیا۔ معزز ممبر عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ نے جو اہم point اٹھایا ہے۔ Legislation تو List of Business پر آخری ایجنڈا ہوتا ہے یعنی آخری کام ہوتا ہے۔ آپ کا پہلا حق وقفہ سوالات ہے اور اس میں سوالات کے جو جوابات آرہے ہیں وہ سال سال کے التواء سے آرہے ہیں۔ اس کے بعد توجہ دلاؤ نوٹسز ہیں، ان پر کتنی میٹنگز آج تک کی گئی ہیں ان کی تفصیل سامنے آجائے اور کتنوں کا نتیجہ نکلا جو ایوان کے سامنے پیش کیا گیا۔ ان کے بعد تحاریک التوائے کار ہیں۔ Legislation اس ایوان کے functions کا آخری کام ہے۔ پہلا کام to address the problems of your constituents دوسرا لاء اینڈ آرڈر، تیسرا تحاریک التوائے کار ہیں۔ یہ تینوں چیزیں redundant ہو چکی ہیں۔ آپ کے پاس ان کی effectiveness gage کرنے کا کوئی barometer ہو تو باقاعدہ طور پر اس کی افادیت آہستہ آہستہ دم توڑتی جا رہی ہے۔ اگر یہ Rules of Procedure ٹھیک نہیں ہوں گے اور انہیں آج کے وقت کی ضرورت کے مطابق amend نہیں کیا جائے گا تو ایوان اپنی افادیت کھوتا چلا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسا کہ معزز ممبر نے بات کی ہے۔ اس پر میں یہی کہوں گا کہ معزز ممبران نے amendments پر جو کام کیا ہے۔ وہ جیسے ہی ہوں گی تو کارکردگی میں بہتری آئے گی۔ اس کے علاوہ جو PILDAT کی رپورٹ ہے اگر اس میں دیکھیں تو سب سے بڑا issue جس کی وجہ سے پنجاب اسمبلی پیچھے ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا اجلاس دیر سے شروع ہوتا ہے۔ اگر وقت 10 بجے کا ہوتا ہے تو اجلاس ڈیڑھ دو گھنٹے دیر سے شروع ہوتا ہے۔ میں معزز ممبران سے یہ بھی کہوں گا کہ ہمیں بھی دلچسپی لینی چاہئے اور وقت پر تشریف لائیں تاکہ سپیکر صاحب وقت پر اجلاس شروع کریں تو اس چیز کو ہم overcome کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ سب کو وقت کا پابند ہونا چاہئے۔ میرے خیال میں اس سے ہماری repute کو نقصان پہنچتا ہے۔ معزز ممبران مہربانی فرمائیں اور وقت پر اجلاس میں شرکت کیا کریں، خصوصی طور پر منسٹر صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان سے میں گزارش کروں گا کہ کم از کم وہ وقت پر ایوان میں تشریف لایا کریں۔ شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فتیانہ صاحب!

فیصل آباد سمندری ڈرین کے حوالے سے ایوان سے متفقہ طور پر منظور ہونے والی قرارداد پر عملدرآمد کا مطالبہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے پچھلے سال اکتوبر نومبر میں ایک قرارداد فیصل آباد کے environment کے issues کے حوالے سے پیش کی تھی جسے ایوان نے متفقہ طور پر منظور کیا تھا۔ یہ قرارداد فیصل آباد میں سمندری ڈرین کے حوالے سے تھی جس سے ہم سب کی زندگی ناگزیر ہو چکی ہے۔ اس قرارداد کو ایوان نے متفقہ طور پر منظور کیا تھا۔ اس پر غالباً کوئی کمیٹی بھی بنی تھی جس میں مجھے نہیں رکھا گیا لیکن اس پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی جبکہ نوے یا سو دن کے اندر محکمہ نے دوبارہ اسمبلی کو بتانا ہوتا ہے کہ انہوں نے اس پر کیا عملدرآمد کیا ہے۔ میں دو تین دفعہ Legislation Branch سے notice بھی بھجوا چکا ہوں لیکن محکمہ نے اس ایوان کو اس کا جواب دینا پسند نہیں کیا۔ اس پر دو reminder جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آئیں گے۔ ان کو بلاتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ہر بات پر پوائنٹ آف آرڈر مناسب نہیں لگتا۔ آپ مہربانی فرمایا کریں۔ مجھے آپ کو بٹھاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ چلیں، اب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس میں Chair اور اس معزز ایوان کا فائدہ ہے۔ میں ریکارڈ کی درستی کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں تو بہت دیر سے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر وقت مانگ رہا تھا۔ آج سردار موکل صاحب نے اپنی سٹیٹمنٹ میں بات کی کہ آج اجلاس ساڑھے گیارہ بجے شروع ہوا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ ہم نے note کر لیا ہے اور correction ہو گئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ ساڑھے گیارہ بجے موصوف نے خود یہ بیان ریکارڈ کرایا ہے کہ آج ساڑھے گیارہ بجے اجلاس شروع ہوا ہے حالانکہ اس سے پہلے نعت رسول مقبول ﷺ، اس سے پہلے تلاوت قرآن مجید و ترجمہ پیش کیا جا چکا تھا اور اس سے پہلے آپ تشریف لا چکے تھے۔ یہ ریکارڈ پر دیکھا جا سکتا ہے کہ آج کا اجلاس کتنے بجے شروع ہوا۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے علیحدگی میں پوچھ لیں کہ انہوں نے ساڑھے گیارہ کیوں کہا ہے۔ میں آپ کو بتاؤں گا۔ مہربانی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبر ساڑھے گیارہ بجے کو issue بنا رہے ہیں۔ آپ پانچ منٹ پہلے کر لیں لیکن بات یہ نہیں ہے بلکہ بات توروں کی ہے۔ انہوں نے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں یہ بات کر چکا ہوں۔ میں منسٹر صاحب کو بھی کہہ چکا ہوں۔ No point of order. بڑی مہربانی۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق چودھری غلام مرتضیٰ صاحب کی ہے۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ذرا غور سے ان کی تحریک استحقاق سنیں۔ تحریک کی ایک کاپی منسٹر صاحب کو دیں۔ منسٹر صاحب کو غور سے سننے دیں انہوں نے جواب دینا ہے۔

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول ہارون آباد میں کچھ ماہ قبل 307 درخت۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ نے کیا پڑھا ہے؟ پتا نہیں چلا آپ شروع سے پڑھیں۔

ای ڈی او (ایجوکیشن) بہاولنگر کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ نامناسب روّیہ

چودھری غلام مرتضیٰ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول ہارون آباد میں کچھ ماہ قبل 307 درخت جن میں تقریباً 290 درخت سرسبز تھے کو بغیر محکمانہ اجازت کے کاٹ دیا اور فروخت کر دیا گیا۔ اس بابت میں نے سوال اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروایا تھا۔ 15-اکتوبر 2014 کی دوپہر ای ڈی او بہاولنگر نے مجھے فون کیا اور پوچھا کہ میں نے درختوں کی کٹائی کے متعلق اسمبلی میں سوال جمع کروایا ہے جس کا اثبات میں جواب دیا گیا۔ اس کے بعد ای ڈی او صاحب نے مجھے سخت لہجے میں کہا کہ مجھے یہ سوال جمع نہیں کروانا چاہئے تھا۔ دیکھیں جو لیٹر مجھے بھیجا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ دو دن کے اندر جواب جمع کرواؤں۔ میں نے پورا ضلع چلانا ہے نہ کہ سوالوں کے جواب لکھتا پھروں اور جو جواب میں لکھ کر بھیجوں گا آپ کو بڑی تکلیف ہو گی۔

جناب سپیکر! میں نامناسب روّیہ کی وجہ سے پریشان ہوا کیونکہ میں نے تو ای ڈی او صاحب سے جواب نہیں مانگا تھا اور پھر اس کال کے تین گھنٹے بعد ای ڈی او صاحب نے دوبارہ کال کر کے پوچھا کیا سوچا آپ نے؟ میں نے جواب دیا کہ چار ماہ پہلے میں نے سوال جمع کروایا تھا۔ ای ڈی او صاحب نے مجھے

dictate کرتے ہوئے کہا کہ سوال واپس لے کر مجھ سے رابطہ کرو اور پھر اس کا حل سوچتے ہیں اور یہ آپ کل ہی کریں۔اس کے بعد میرے دفتر آ جائیں اور ہم اس کو بیٹھ کے دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر!میں نے ای ڈی او صاحب کی گفتگو من و عن تحریر کی ہے۔بحیثیت ممبر اسمبلی میرا حق اور ذمہ داری ہے کہ کسی محکمہ کے متعلق سوال جمع کروا سکتا ہوں۔ای ڈی او صاحب نے مجھے میرے بنیادی فریضہ سے روکتے ہوئے انتہائی نامناسب لہجہ اختیار کیا جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!یہ تحریک چودھری صاحب نے آج ہی جمع کروائی ہے جو ہمیں موصول ہوئی ہے اس کا جواب نہیں آیا،اگر آپ مناسب سمجھیں اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنا چاہیں تو بالکل کر دیں۔اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ معزز ممبران کی رخصت کی درخواستیں ہیں وہ ان کو پڑھ دیں۔

محترمہ سعدیہ ندیم ملک

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔پہلی درخواست محترمہ سعدیہ ندیم ملک، ایم پی اے W-319 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir

This is to inform your kind self that the undersigned due to food poisoning couldn't attend the Assembly Session on Friday and Saturday i.e. the 7th & 8th of May 2014. Kindly sanction two days leaves & oblige. Thanking you."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ذوالفقار غوری

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب ذوالفقار غوری، ایم پی اے NM-370 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

جناب عالی!

"گزارش ہے کہ مجھے مورخہ 13-مارچ 2014 کو سیالکوٹ میں ضروری کام ہے۔ مہربانی فرماکر مجھے ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔" شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ نسیم لودھی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ نسیم لودھی، ایم پی اے W-314 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ۔

جناب عالی!

"فلو اور بخار کی وجہ سے میں 12-مارچ 2014 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکی تھی۔ براہ کرم متذکرہ یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔" شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

مخدوم سید علی رضا شاہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم سید علی رضا شاہ، ایم پی اے PP-89 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

جناب عالی!

"گزارش ہے کہ میں بوجہ آپریشن ڈاکٹر ہسپتال داخل تھا جس کی وجہ سے میں 29-نومبر تا 13-دسمبر 2013 اور 7 تا 14- فروری 2014 کے اجلاسوں میں شرکت نہیں کر سکا تھا۔ مہربانی فرما کر متذکرہ ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔" شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب رمیش سنگھ اروڑا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب رمیش سنگھ اروڑا، ایم پی اے NM-368 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Honourable Speaker!

This is to inform your good self that due to some domestic issues I would not be able to attend Assembly Proceedings from 11 to 13 March, 2014. May I request to accept my Leave Application?"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب شکیل آئیون

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب شکیل آئیون، ایم پی اے NM-367 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

جناب عالی!

"گزارش ہے کہ میں 8-مارچ 2014 کو ضروری کام کے سلسلے میں کوئٹہ گیا ہوا تھا جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر صلاح الدین خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر صلاح الدین خان، ایم پی اے PP-44 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Respected Sir,

It is submitted that I am unable to attend the Assembly Session from 17, 18 and 20 March 2014. I request leave for the said days." Thanks.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری عامر سلطان چیمہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری عامر سلطان چیمہ، ایم پی اے PP-32 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Respected Sir,

It is submitted that I am unable to attend the Assembly Session from 17^{th} and 18^{th} March 2014. It is further requested that my Adjournment Motions, Questions and Resolutions may be kept pending. I request leave for the said days." Thanks.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری لیاقت علی خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری لیاقت علی خان، ایم پی اے PP-20 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

جناب عالی!

"گزارش ہے کہ گھریلو مصروفیات کی وجہ سے میں اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا لہذا مورخہ 19-مارچ 2014 تا اجلاس کے اختتام تک کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری ارشاد احمد آرائیں

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری ارشاد احمد آرائیں، ایم پی اے PP-233 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

جناب عالی!

"گزارش ہے کہ میں اجلاس مورخہ 7-مارچ 2014 بروز جمعہ کو ذاتی مصروفیت کی وجہ سے attend نہیں کر سکا۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد ثاقب خورشید

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد ثاقب خورشید، ایم پی اے PP-236 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

جناب عالی!

"گزارش ہے کہ چند اہم مصروفیات کی وجہ سے مورخہ 7 اور 15- مارچ 2014 دو ایام کی چھٹی منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رفیق ایم پی اے PP-90 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

جناب عالی!

"گزارش ہے کہ 19- مارچ 2014 کو میرے عزیز کی شادی ہے جس کی وجہ سے میں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔" شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ملک محمد حنیف اعوان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد حنیف اعوان، ایم پی اے PP-114 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

جناب عالی!

"گزارش ہے کہ میں مورخہ 19-مارچ 2014 کو بوجہ ضروری کام اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ مہربانی فرما کر میری متذکرہ یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔" شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ سمیرا سمیع

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ سمیرا سمیع، ایم پی اے W-311 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

جناب عالی!

"گزارش ہے کہ میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب جا رہی ہوں۔ مہربانی فرما کر مجھے 28-اپریل تا 30-مئی 2014 کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد نعیم صفدر انصاری

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد نعیم صفدر انصاری، ایم پی اے PP-177 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

جناب عالی!

"گزارش ہے کہ میں عمرہ کی سعادت کے لئے 15-مئی 2014 کو سعودی عرب جا رہا ہوں۔ براہ مہربانی 16 تا 23-مئی 2014 کے دوران آنے والے اجلاس کے ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔" شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی، ایم پی اے PP-175 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے۔

جناب عالی!

"گزارش ہے کہ میں عمرہ کی سعادت کے لئے 15۔ مئی 2014 کو سعودی عرب جارہا ہوں۔ براہ مہربانی 16 تا 23۔ مئی 2014 کے دوران آنے والے اجلاس کے ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب علی سلمان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب علی سلمان، ایم پی اے PP-168 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Dear Sir,

With all due respect it is stated that I, Ali Salman, Member Provincial Assembly from PP-168, am proceeding abroad in connection with my some important personal commitments. Therefore, I will not be able to attend the session of Assembly, if any, from 9th to 22nd May 2014. Kindly grant me leave for the above stated period. I shall be highly thankful to you."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر عالیہ آفتاب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر عالیہ آفتاب، ایم پی اے W-338 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

Sir,

"I have to take my Mother for her Treatment to Dubai. Kindly grant me leave for five days from 19th to 24th May 2014."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست الحاج محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے PP-73 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گزارش ہے کہ میں نجی دورے پر جاپان اور تھائی لینڈ جا رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر 21۔ مئی تا یکم جون 2014 تک ہونے والے اجلاس سے مجھے رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فوزیہ ایوب قریشی، ایم پی اے W-343 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

It is requested that my mother is ill, therefore, I would not be able to attend the session of the Assembly dated 22nd May 2014.

My application may be admitted and leave be granted for 22nd May 2014.

Thanking you in anticipation.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ طحیٰا نون

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ طحیٰا نون، ایم پی اے W-336 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

Dear Sir,

It is to bring to your kind attention that I, Tahia Noon, membership W-336, will be going abroad to attend some urgent family matters from 15th to 28th May 2014. I will not be available during this period to attend the Assembly Sessions.

You are requested to accept leave for the said period.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ظفر اقبال

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب ظفر اقبال، ایم پی اےPP-19کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ 22۔ مئی 2014 کو ضروری میٹنگ کے سلسلہ میں مجھے اسلام آباد جانا ہے جس کی وجہ سے میں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔ مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا طاہر شبیر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رانا طاہر شبیر، ایم پی اےPP-203کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ 26۔ مئی2014کو اپنے حلقے میں ضروری کام کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا۔ مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر نجمہ افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر نجمہ افضل خان، ایم پی اےW-320کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

Sir,

"Most respectfully I have to state that I have an urgent piece of work on 28th May 2014. Kindly grant me a leave for one day. Thanks."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سید عبدالعلیم:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:دیکھیں، جب work in progress ہو اور چل رہا ہو تو پھر اس میں interruption ٹھیک نہیں ہوتی۔

سید عبدالعلیم:جناب سپیکر!میں نے ایک سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر:جی، بڑی مہربانی۔سوال آپ بعد میں کریں گے۔

سید عبدالعلیم:جناب سپیکر!جن کی چھٹیاں منظور ہو چکی ہیں کیا اُن کو آپ پیسے واپس کریں گے؟

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:جی، ان کے پیسے مل جائیں گے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔پہلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوئے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر890 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔ انہوں نے درخواست لکھ کر بھیجی ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر893 شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!میری تحریک التوائے کار پر معزز منسٹر صاحب نے جواب نہیں دیا اور وہ ویسے ہی چلے گئے۔یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر:ایسے کیسے چلے گئے؟جب وہ تحریک التوائے کار dispose of ہو گئی ہے تو اب میں کیا کروں؟آپ پھر نئے سرے سے کوئی طریقہ اختیار کر لیں۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!اس میں کرپشن involve ہے۔ایک طرف حکومت کہتی ہے کہ ہم نے کرپشن ختم کر دی ہے اور یہاں on the floor of the House منسٹر صاحب نے admit بھی کر لیا۔میں کل چیختا رہا کہ اس پر کمیٹی بنائیں اور اس کی انکوائری ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر:کس کی انکوائری ہونی چاہئے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار پر جس کو منسٹر صاحب نے admit کیا تھا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! آپ Legislator ہیں اور آپ کو اس بارے میں سمجھ ہونی چاہئے۔ آپ کا matter dispose of ہو چکا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری عرض تو سنیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ میں آپ سے پھر بات کر لوں گا۔ اگر اس میں کوئی گنجائش ہوئی تو پھر آپ کو ضرور ٹائم دیں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اسی وجہ سے تو میں نے کل واک آؤٹ کیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ واک آؤٹ نہ کیا کریں ناں۔ آپ سمجھدار آدمی ہیں اور واک آؤٹ کو کیا آپ چھوٹی بات سمجھتے ہیں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ایک اہم مسئلہ وہ بھی یہاں discuss نہ ہو اور اس کا منسٹر صاحب جواب بھی نہ دیں تو پھر کیا کریں؟

جناب سپیکر: میں آپ سے بیٹھ کر بات کروں گا۔ جہاں گنجائش ہو گی تو ضرور دیکھیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر تحریک التوائے کار کا وقت آ ہی گیا ہے تو مہربانی کر کے آپ اس کو شروع کروالیں۔ میری عرض یہ ہے کہ آپ پھر زیادہ ٹائم دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: جو ٹائم لکھا ہوا ہے وہی ٹائم ہے۔ آپ اس کو amend کر لیں مجھے کیا اعتراض ہے۔ جی، شیخ صاحب!

الائیڈ ہسپتال اور ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد میں عملہ کی غیر حاضری

شیخ اعجاز احمد: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ الائیڈ ہسپتال اور ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد چونکہ بڑے ہسپتال ہیں اس لئے وہاں پر ضلع فیصل آباد کے علاوہ جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور چنیوٹ کے اضلاع سے آنے والے مریضوں کا بہت زیادہ رش ہوتا ہے لیکن انہیں دیکھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اکثر یہ چیز دیکھنے میں آئی ہے کہ سٹاف اپنی حاضری لگانے کے بعد اِدھر اُدھر ہو جاتا ہے،

مریض بے چارے سارا دن دھکے کھاتے رہتے ہیں اور کوئی ان کا پُرسانِ حال نہیں ہوتا۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ پیرامیڈیکس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر حضرات بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں اور انہیں اس چیز کا بالکل ہی احساس نہیں کہ وہ عوام کے مسیحا ہیں بلکہ وہ دہاڑی لگانے کے چکر میں ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ گورنمنٹ ہسپتال سمن آباد، جنرل ہسپتال غلام محمد آباد اور ٹی ایچ کیو ہسپتال جڑانوالہ میں بائیو میٹرک سسٹم نصب ہونے سے سٹاف کی حاضری بہتر ہے اور وہاں آنے والے مریضوں کو اچھے طریقے سے treat کیا جاتا ہے لیکن الائیڈ و ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد میں بائیو میٹرک سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے سٹاف کی حاضری نہ ہونے کے برابر ہے جس سے ان دونوں بڑے ہسپتالوں میں آنے والے بے چارے مریضوں میں ارباب اختیار کے خلاف سخت غم و غصہ اور بے چینی کی لہر پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ الائیڈ ہسپتال 1385 بیڈز کا ہسپتال ہے۔ یہ درست ہے کہ فیصل آباد کے علاوہ جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، چنیوٹ، سرگودھا اور دُور دراز کے باقی اضلاع کے لوگ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں refer کئے جاتے ہیں اور اس ہسپتال میں بہت زیادہ رش رہتا ہے۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں حاضری کا ایک سسٹم ہے۔ تمام میڈیکل اور پیرامیڈیکل سٹاف کے رجسٹر بنے ہوئے ہیں اور ہر وارڈ میں ایک ایڈمن رجسٹرار کا تعین کیا گیا ہے جس کی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی عملہ غیر حاضر ہو تو وہ فوراً رپورٹ کرے۔ ہسپتال انتظامیہ بھی تین شفٹوں میں ہسپتال کا round کرتی ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ عملے کا کوئی آدمی غیر حاضر نہ ہو۔ ہسپتال کی کارکردگی کا اس بات سے تعین کیا جا سکتا ہے کہ ایمرجنسی میں سو بیڈز ہونے کے باوجود چار ساڑھے چار سو مریضوں کو روزانہ داخل کر کے ان کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سردار شہاب الدین صاحب! آپ مجھے مل کر ہی کہیں جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ہسپتال میں جس وارڈ کی ایمرجنسی ہوتی ہے تو بیڈز کی کمی کی وجہ سے مریضوں کا سٹریچر پر بھی علاج کیا جاتا ہے اور اکثر بیڈز پر دو دو مریض ہوتے ہیں۔ بچہ، نرسری اور آئی سی یو میں تیس بیڈ ہونے کے باوجود روزانہ سو سے زیادہ بچے داخل ہوتے ہیں اور یہی حال باقی departments کا بھی ہے۔ اس کے باوجود ایمرجنسی میں

گنجائش سے زیادہ مریض داخل ہوتے ہیں پھر بھی تمام مریضوں کو ایمرجنسی میں ہر قسم کی ادویات اور تشخیص کی سہولت مفت فراہم کی جاتی ہے۔اصل مسئلہ ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کمی ہے۔الائیڈ ہسپتال پہلے 1050 بیڈز کا تھا اور اب یہ 1385 بیڈز کا ہو گیا ہے۔ہسپتال میں مریض گنجائش سے زیادہ آتے ہیں لیکن ان کا بہتر طریقے سے علاج معالجہ کیا جارہا ہے۔حکومت یہ کوشش کررہی ہے کہ جتنی بھی requirements بیڈز اور دیگر سہولتوں کے حوالے سے درکار ہیں جلد ہی اُن کو پورا کیا جائے۔حاضری کے سسٹم کو بہتر بنانے کے لئے بائیو میٹرک سسٹم بھی لگانے کی تجویز کی گئی ہے اور جلد اس کا اجراء کیا جائے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!آپ یہ اندازہ کریں کہ ڈیپارٹمنٹ نے اتنا لمبا اور فضول جواب دیا ہے۔ چیف منسٹر صاحب کے vision کے مطابق جس طرح وہ دن رات محنت کرتے ہیں، اگر grass roots level پر بھی تمام چیزوں کو اسی طرح take up کیا جائے تو عام لوگوں کے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور ہم اُن کو علاج معالجہ کی بہترین سہولتیں فراہم کر سکتے ہیں۔میں نے اس میں جو نشاندہی کی ہے جس پر بڑا simple سا ڈیپارٹمنٹ کا جواب آنا چاہئے تھا۔جڑانوالہ کے اندر جنرل ہسپتال غلام محمد آباد جو کہ چھوٹا ہسپتال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!اب میں آپ کا کیا علاج کروں، مجھے سمجھ نہیں آرہی۔ What I should do for you? دیکھیں، آپ اس کو پڑھ لیں کہ اس پر کیا ہو سکتا ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میں وہی گزارش کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر: جو کچھ انہوں نے بتا دیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!آپ میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔انہوں نے گورنمنٹ کی طرف سے آپ کو بتا دیا ہے اور اس کا آپ کو جواب مل گیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: آپ میری گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اس پر بحث تو ہو نہیں سکتی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!بحث کی نہیں، میں تو اپنی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بحث کا ایک طریقہ ہے لیکن وہ آپ کو "وارہ" نہیں کھائے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ بائیو میٹرک سسٹم دو بڑے ہسپتالوں الائیڈ ہسپتال اور ڈی ایچ کیو میں categorically نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: حکومت کے نوٹس میں آگیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اب آپ مہربانی کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے ایک اہم موضوع پر تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! شیخ صاحب جو کہتے ہیں وہ لگوادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ان کے سوال میں صرف ایک ہی نکتہ تھا کہ بائیو میٹرک سسٹم لگایا جائے تو میں نے اس حوالے سے عرض کر دی ہے کہ حکومت کے نوٹس میں ہے اور جلد ہی انشاء اللہ لگوا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، جلد ہی لگوادیں، بڑی مہربانی۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 896 محترمہ نبیلہ حاکم علی صاحبہ کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کی رکنیت ویسے ہی معطل ہے اس لئے تحریک التوائے کار نمبر 897 کو pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 898 بھی انہی کی ہے اور اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 901 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک عرض کر لوں کہ اگر آپ پچھلے ڈیڑھ سال میں ایک تحریک التوائے کار، میری نہ سہی کسی کی بھی ایوان میں بحث کی اجازت دے دیتے تو شاید پلڈاٹ کی جو کارروائی آئی ہے وہ ہمارے بارے میں بہتر ہوتی۔

جناب سپیکر: میرے پیارے بھائی! آپ بھی سمجھدار ہیں اور میرے خیال میں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے اختیار میں ہے۔

جناب سپیکر: اس سٹیج پر اس point کو نہ چھیڑیں تو یہ آپ کے لئے فائدہ مند ہوگا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نہیں چھیڑتا۔ میرے بھائی میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے آج بڑی خوبصورت باتیں کی ہیں لیکن میں مختصراً ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ ایک بچہ فیل ہو گیا تو اس کے باپ

نے استاد کو پکڑا کہ یار تم اسے دو سال سے پڑھا رہے تھے تو یہ کیوں فیل ہو گیا؟ اس نے کہا کہ جناب اس کی physique دیکھیں ناں game میں تو پاس ہو گیا ہے ناں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنا کام کر دیا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ Question Hour آتے ہیں اور نہ ہی ہمیں سوالات کا پتا لگتا ہے۔ اگر آپ اس پر بحث کروالیں آپ کسی ایک تحریک التوائے کار پر بحث کروالیں۔ میری نہ کروائیں، کسی کی کروالیں۔

جناب سپیکر: چلیں، جب ضرورت ہو گی تو ضرور کروائیں گے۔

لیّہ میں Bhratri Trust کی 4300 ایکڑ اراضی کو قبضہ گروپوں کا متروکہ جائیداد کے کلیموں کے عوض ٹرانسفر کروانے کا انکشاف

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 4300 ایکڑ اراضی واقع لیّہ Bhratri Trust کی ملکیت تھی کو قبضہ گروپوں نے متروکہ جائیداد کے کلیموں کے عوض ٹرانسفر کروا لیا ہے۔ پاکستان بننے کے فوری بعد مذکورہ اراضی (Evacuee Trust Property Board) کو منتقل کی گئی جو حقیقتاً ہندو ڈینگرہ خاندان کی ملکیت تھی اور ایک سکول کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے وقف کی گئی تھی جس کی بنیاد بھراتری پرائمری سکول 1905 میں رکھی گئی تھی جو 1912 میں مڈل ہوا اور 1924 میں ہائی سکول بنا جس میں بے شمار ہندو اور مسلمان طلباء پڑھتے تھے۔ انتہائی قیمتی رقبہ جو 21 چکوک پر مشتمل ہے، کے علاوہ 164 دکانیں جو اربن ایریا میں ہیں، اس کی ملکیت ہیں۔ 1973 میں جب سکول کو قومیایا گیا تو سکول کو صرف 28 کنال زمین دے کر باقی تمام ارب ہا روپے کی جائیداد پر لینڈ مافیا نے قبضہ کر لیا۔ سو سال سے زائد عرصہ پہلے عوامی مفاد میں وقف کیا گیا یہ ارب ہا روپے کا زرعی اور سکنی رقبہ آج بھی ٹرسٹ کی امانت ہے جس کا مصرف صرف اور صرف ٹرسٹیز یعنی (متولی) کی بنیادی (Documents of Trust) سے آئینی اور قانونی طور پر مصرف بدلا جا سکتا ہے اور نہ ہی ملکیت کسی صورت بدلی جا سکتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ آپ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کریں۔ میں آپ سے صرف یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کو بہت علم ہے۔

(اذان ظہر)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ٹرسٹ چاہے ہندو ہو یا مسلم، ٹرسٹ ہمیشہ ٹرسٹ ہوتا ہے اسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا اور آپ یہ خوب جانتے ہیں کہ جس طریقے سے ٹرسٹ کی پراپرٹیز کو لوٹا گیا ہے اس کے اوپر ضرور، ویسے بھی لیاقت نہر و پیکٹ میں ہم نے کچھ وعدے کئے تھے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیں۔ انشاء اللہ جواب منگوا لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 907 باؤ اختر علی صاحب کی ہے۔

جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور پر قائم ایکسائز کا زونل آفس تبدیل کرنے سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا

باؤ اختر علی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ ایکسائز پنجاب لاہور کا زونل آفس جو تقریباً 25 سال سے جی ٹی روڈ باغبانپورہ پی پی۔144 میں سروسز دے رہا تھا، اس دفتر سے تقریباً 20 لاکھ افراد سروسز حاصل کر رہے تھے اور کسی کو کوئی بھی شکایت نہیں تھی۔ یہ دفتر ایک کرائے کی بلڈنگ کے مکمل پورشن میں کام کر رہا تھا جس کا ماہوار کرایہ 63 ہزار روپے تھا۔ اب بغیر کسی وجہ کے اس دفتر کو 10 کلو میٹر دور ایمپرس روڈ پر پانچ لاکھ روپے ماہانہ کرایہ کی بلڈنگ میں منتقل کر دیا گیا ہے جو سرکاری خزانہ پر بوجھ ہے۔ شمالی لاہور کے لوگوں کو اب میلوں سفر کر کے اس دفتر میں جانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے جلو موڑ سے منٹو پارک، بند روڈ، بادامی باغ، مغل پورہ، باغبانپورہ، رنگ روڈ اور ملحقہ آبادیوں کے لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اہل علاقہ کی اعلیٰ حکام سے اپیل ہے کہ اس دفتر کو واپس نیشنل ہائی وے جی ٹی روڈ باغبانپورہ شفٹ کیا جائے تاکہ لاکھوں لوگوں کی تکلیفوں کا ازالہ ہو سکے۔ اس حوالے سے اہل شمالی لاہور میں شدید تشویش پائی جا رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ سابقا زونل دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن واقع 191 جی ٹی روڈ لاہور ایک پرانی بوسیدہ اور خستہ حال عمارت میں واقع تھا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! تھوڑا سا آرام آرام سے پڑھیں تاکہ ہمیں بھی سمجھ آئے اور انہیں بھی سمجھ آئے کہ آپ کیا جواب دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ درست نہ ہے کہ اس دفتر سے تقریباً 20 لاکھ افراد سروسز حاصل کر رہے تھے کیونکہ ریجن اے لاہور کے آٹھ زون میں سے صرف دو زون نمبر ایک اور دو کے دفاتر تھے جبکہ ریجن کے آٹھ زون اور پروفیشنل ٹیکس کے ٹیکس گزاروں کی تعداد تقریباً تین لاکھ کے قریب ہے۔ زون نمبر ایک اور دو میں ٹیکس گزاروں کی کل تعداد 85563 ہے۔ مذکورہ عمارت دفتر کے استعمال کے لئے بالکل نا مناسب تھی۔ اس کا کل رقبہ دس مرلے تھا اور اس کا سیکنڈ اور تھرڈ فلور کرائے پر حاصل کیا گیا تھا۔ یہاں سیوریج کا کوئی مناسب انتظام نہ تھا جس کی وجہ سے اکثر گندہ اور بدبودار پانی کھڑا رہتا تھا۔ اہلکار اور ٹیکس گزار عوام الناس جو کہ اپنے کام کی غرض سے یہاں آتے تھے، اس سے شدید متاثر ہوتے تھے۔ مزید یہ کہ ٹیکس گزاروں کے بیٹھنے کے لئے بھی کوئی مناسب جگہ نہ تھی جبکہ اس کے مقابلے میں موجودہ دفتر واقع 23۔ایمپرس روڈ ایک اچھی اور صاف ستھری locality میں واقع ہے جس سے ریجن اے لاہور سے متعلقہ علاقہ جات کے ٹیکس گزار مستفید ہو رہے ہیں۔ اس کا کل رقبہ 22۔ہزار مربع فٹ ہے اور یہاں سٹاف اور ٹیکس گزاروں کے لئے کھلی اور کشادہ ہوادار جگہ موجود ہے۔ اسے باقاعدہ ایک کمپلیکس بنایا گیا ہے کیونکہ یہ ایک multi purpose عمارت ہے جس میں بیک وقت ریجن اے لاہور کے چھ زون، پروفیشنل ٹیکس کے افسران و دیگر عملہ اور موٹر رجسٹریشن اتھارٹی کے لوگوں کی سہولت کے لئے کام کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ٹیکس گزاروں کے ایک ہی بلڈنگ میں سارے کام ہو جاتے ہیں اور انہیں مختلف دفاتر میں نہیں جانا پڑتا۔ مذکورہ عمارت لاہور کی central place میں واقع ہونے کی وجہ سے یہاں پبلک کی رسائی نہایت آسان ہے۔ لوگوں کی سہولت کے لئے اس عمارت میں لفٹ بھی موجود ہے چونکہ پراپرٹی ٹیکس کا نظام کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے اور networking بھی کی جا رہی ہے جس کے لئے موجودہ عمارت نہایت مناسب اور موزوں ہے۔ یہ عمارت مفاد عامہ، ٹیکس گزاروں کی سہولت اور سکیورٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے حاصل کی گئی ہے۔ اس کے ارد گرد دیگر عمارتیں اور دفاتر بھی واقع ہیں۔ اس کا کرایہ

بہت مناسب ہے کیونکہ اس علاقے میں کرائے کی شرح 64 سے 75 روپے ماہانہ فی مربع فٹ ہے جبکہ یہ دفتر 25 روپے ماہانہ فی مربع فٹ کرائے کی شرح سے حاصل کیا گیا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، باؤ اختر علی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اصل میں جو سوال تھا اس کے صرف تین جز تھے ایک یہ تھا کہ جی ٹی روڈ باغبان پورہ سے آفس کو ایمپرس روڈ پر شفٹ کیا گیا اور دوسرا کرائے کا تھا کہ پہلے جو 63 ہزار کرایہ تھا اب تقریباً 5 لاکھ 50 ہزار روپے ہے چونکہ اس کا محل وقوع کے لحاظ سے کرایہ ہے لوگوں کی سہولت کے لئے ایک central place بنائی گئی ہے جہاں رجسٹریشن اتھارٹی کے متعلق جتنے بھی متعلقہ دفاتر ہیں وہ تمام ایک جگہ اکٹھے کئے گئے ہیں اور ایسی جگہ منتخب کی گئی ہے جہاں عوام الناس کے لئے ہر قسم کی facility موجود ہو۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بڑا تفصیلی جواب پڑھا لیکن یہ نہایت ہی پبلک کے مفاد عامہ کا مسئلہ ہے شمالی لاہور، لاہور کا 1/3 سے زیادہ علاقہ ہے اور آپ imagine کریں کہ اگر کوئی جلو موڑ سے ایمپرس روڈ آنا چاہے تو پہلے وہ 500 روپے کرایہ اپنی جیب میں باندھے اور یہ جس جگہ پر دفتر بتا رہے ہیں کہ وہاں پر کام کر رہا تھا وہ ایک سو 20 فٹ کا روڈ ہے، نیشنل ہائی وے ہے۔

جناب سپیکر: یہ ایوان کو تو آپ نے بتا دیا ہے، ان کے ساتھ آپ کی ایک میٹنگ ضروری ہے وہ اگر میرے خیال میں کر لیں تو کوئی بہتری کی بات نکل آئے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جیسے باؤ صاحب کی مرضی۔۔۔

جناب سپیکر: میں خود satisfy نہیں ہوں کہ اتنی دور کا فاصلہ ایک شخص کو کرنا پڑے جس نے ان کے دفتر میں آنا ہے جہاں پہلے دفتر تھا اس کے نزدیک کہیں ہو جاتا۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ دفتر کیوں شفٹ کیا گیا۔ ایک آفیسر گڑھی شاہو سے گزر کر وہاں جاتے تھے اُن کو ٹریفک کی problem بنی اور وہ دفتر اُٹھا کے ایمپرس روڈ پر لے گئے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ بیٹھ کر ان کے ساتھ discuss کر لیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 908 شیخ علاؤ الدین، مقدر اچھے ہی لگتے ہیں۔

لاہور میں بڑھتی ہوئی آلودگی سے سانس کی بیماریوں میں اضافہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ آج آپ نے ایک اچھی رولنگ دی ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ World Health Organization(WHO) نے لاہور کو ماحولیاتی لحاظ سے دُنیا کا دسواں polluted ترین شہر قرار دے دیا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ روز بروز بڑھتی ہوئی آلودگی کے سدباب کے لئے کہیں کوئی منصوبہ نہ ہے۔ WHO کی ریسرچ کے مطابق دُنیا میں 20 لاکھ لوگ سانس کی بیماریوں جس کی بنیاد ہوا میں کثافت اور آلودگی ہے، کی وجہ سے وفات پا جاتے ہیں۔ لاہور اور گردونواح کے شہروں، قصبوں اور دیہات کا ماحول تباہ ہونے کی ایک وجہ کوئلے سے ہندوستانی پنجاب میں کول پاور پلانٹ کا چلنا ہے جس کو خود ہندوستان نے بگلیہار ڈیم کے مقدمہ میں تسلیم کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے چند سالوں سے موسم سرما میں لاہور اور گردونواح میں دھند کی دبیز تہہ چھائی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستانی پنجاب میں کوئلہ سے بے شمار فیکٹریاں چلائی جارہی ہیں جس کا براہ راست اثر لاہور اور قرب وجوار میں تمام علاقوں پر ہو رہا ہے۔ لاہور میں مخصوص انڈسٹریل ایریاز اور شہری علاقوں میں قائم فیکٹریاں پرانے ٹائر اور پلاسٹک ویسٹ جلا رہے ہیں جس کی وجہ سے بھی لاہور کی آب وہوا خراب ہو چکی ہے۔ جو کچھ دریائے راوی کے ساتھ ہوا، تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی اور آج لاہور کا زیر زمین پانی بھی آلودہ ہو چکا ہے۔ مزید حیران کن امر یہ کہ Environment Protection Agency(EPA) کے پاس جو تین مانیٹرنگ یونٹ تھے، جن میں سے ایک ٹاؤن شپ، ایک ٹاؤن ہال اور ایک موبائل یونٹ تھا، تینوں خراب ہو چکے ہیں اور ان کی مرمت کے لئے سرمایہ بھی موجود نہ ہے اور محکمہ تحفظ ماحول صرف محکمہ انسداد ڈینگی بن چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور اور قرب وجوار کا علاقہ ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ عجب منظر دکھا رہا ہے۔ اگر ماحول صاف نہ ہوگا تو لوگوں کی صحت درست نہ ہوگی تو ترقی کے منصوبے کیا معنی حاصل کریں گے؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ WHO کی 2011 کی رپورٹ میں لاہور کا

جو ڈیٹا دیا گیا ہے وہ 04-2003 کا ہے یہ ڈیٹا گیارہ سال پرانا ہے لاہور شہر کی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے گزشتہ سالوں میں حکومت پنجاب نے بہت سارے اقدامات اٹھائے ہیں جن میں سے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس نے لاہور میں صفائی کے نظام کو بہتر کیا ہے اور سڑکوں کے کنارے سے اُڑتی ہوئی دھول پر قابو پایا گیا ہے underpasses flyover and signal free چوک تعمیر ہوئے ہیں اور کنال روڈ کی widening کی گئی ہے جس سے ٹریفک روانی میں بہتری اور فضائی آلودگی میں کمی آئی ہے۔ رنگ روڈ اور VLT کے منصوبوں سے ٹریفک کی آلودگی میں قابل ذکر کمی آئی ہے۔ اس کے علاوہ دھواں دینے والی ویگنوں کو ختم کرنے کے لئے نئی بسیں چلائی گئی ہیں۔ مزید برآں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے قیام اور میٹرو بس سروس سے شہر میں ٹریفک کی آلودگی میں کمی ہوئی ہے لاہور شہر سے دور سندر انڈسٹریل اسٹیٹ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں تین سو فیکٹریاں چل رہی ہیں اور مزید فیکٹریاں زیر تعمیر ہیں اس عمل سے شہر میں صنعتی آلودگی کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ لاہور ضلع میں 41 فیکٹریوں نے آلودہ پانی کو صاف کرنے کے لئے Treatment Plant لگا رکھے ہیں۔ دریائے راوی کو آلودگی سے پاک کرنے کے لئے واسا دو Waste Water Treatment Plant لگانے پر کام کر رہا ہے فضائی آلودگی کی monitoring کے لئے محکمہ کی ایک موبائل لیبارٹری باقاعدگی سے کام کر رہی ہے اور EPA کے تینوں Monitoring Unit جس کا تحریک میں ذکر کیا گیا ہے unit مرمت ہونے کے بعد اپنا کام کر رہے ہیں یہ درست ہے کہ سوئی گیس کی لوڈشیڈنگ کی وجہ میں شمالی لاہور میں واقعہ سٹیل ملوں نے غیر معیاری ایندھن استعمال کرنا شروع کر دیا تھا جس میں ٹائر، پاوڈر کوئلہ اور پلاسٹک ویسٹ شامل تھے جس کی وجہ سے آلودگی میں اضافہ ہونا شروع ہوا۔ محکمہ تحفظ ماحول نے آلودگی کے باعث بننے والی ان سٹیل ملوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے 260 ملوں کو پنجاب تحفظ ماحول قانون 1997 کے تحت notices جاری کئے۔ اس کے علاوہ 238 ملوں کے خلاف ڈسٹرکٹ آفس تحفظ ماحول نے پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت کارروائی کرتے ہوئے غیر معیاری ایندھن استعمال کرنے والی کئی ملوں کو سیل کیا۔ محکمہ تحفظ ماحول پنجاب اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی کاوشوں کے نتیجے میں 167 سٹیل ملوں نے اپنے pollution control devices لگائے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟ اگر آپ مطمئن ہیں تو پھر میں بھی ہوں۔ میں نے چار سال پہلے بھی عرض کیا تھا کہ پنجاب گورنمنٹ کو چاہئے تھا کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ کو

کہتی کہ آپ ربڑ ویسٹ کی import کو ban کریں اور اس کو negative list میں لائیں۔ جب یہ negative list میں آئے گی تو ban ہو گی۔ صرف ٹائر جس کو cut tire کہتے ہیں وہ ربڑ ویسٹ ہے وہ اسی لئے import ہوتا ہے تاکہ وہ لوگوں کی صحت کو تباہ کرے۔ اب باقی باتیں تو میرے بھائی نے جو کہیں سو کہیں لیکن جو حالات ہیں کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟ اگر میں اس کو بھی مان لوں کہ 41 فیکٹریوں نے treatment plant لگائے ہوئے ہیں تو جس شہر کے ارد گرد بیس ہزار registered or unregistered فیکٹریاں ہوں یعنی باہر لکھا ہوا ہے "کرنل قدرت اللہ" اور اندر فیکٹری چل رہی ہے۔ اس کے کوئی قریب بھی نہیں جا سکتا اور یہی حال ہو رہا ہے۔ آخر آپ خود فیصلہ کریں کہ ہم جوابدہ ہیں اللہ کو اور عوام کو بھی۔ یہ صرف ربڑ ویسٹ ہی بند کروا دیں تو pollution کم ہو جائے گی۔ چنگ چی اپنا کام دکھا رہا ہے اور لاہور کے کچھ ایریا ایسے ہیں، دریائے راوی کے بارے میں آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ دریائے راوی کے دوسری طرف ہو کیا رہا ہے؟ جتنا hospital waste ہے وہ بھی جلایا جا رہا ہے۔ مجھے آپ جیسا حکم کریں گے میں مان جاؤں گا لیکن اگر آپ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں لیکن اس طرح کی ایک آدھی تحریک التوائے کار ضرور لے آئیں تاکہ کم از کم لوگوں کو یہ احساس ہو کہ ہم ان کے بارے میں یہاں باتیں کر رہے ہیں۔ نتیجہ نکلے یا نہ نکلے باتیں تو کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں بھی اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! انہوں نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے میں بھی اس میں تھوڑا سا addition کروں گا۔ جب یہ تحریک التوائے کار لکھی جا چکی تھی اس وقت لاہور top ten میں تھا اور اب چوتھے نمبر پر آ چکا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے جواب میں 04-2003 کا ڈیٹا لکھا ہے وہ بھی غلط ہے۔ World Health Organization کی ویب سائٹ پر data base پڑی ہوئی ہے جس کے اندر انہوں نے 72 شہروں کا 2011 سے 2013 تک کا ریکارڈ اکٹھا کیا ہے اور اس کے مطابق لاہور چوتھے نمبر پر آ چکا ہے۔ جو یہ 04-2003 کی بات کر رہے ہیں وہ ایک لوکل اخبار میں آیا تھا اور اس میں یہ کہا گیا تھا کہ 04-2003 کے اندر پشاور، کوئٹہ اور لاہور تین شہروں کا بتایا گیا تھا۔ میرے خیال میں یہ ریکارڈ کی تصحیح بھی ضروری ہے اور جس طرح شیخ صاحب بات کر رہے ہیں کہ یہ بہت اہمیت کی حامل بات ہے۔ اگر یہ دسویں نمبر سے چوتھے پر آ چکا ہے تو میرا خیال ہے کہ ہم بہت جلد پہلے نمبر پر آ جائیں گے اس لئے میں

چاہوں گا کہ اس تحریک التوائے کار کو dispose of، سوال، جواب یا تحریک کی حد تک نہ رکھا جائے بلکہ اس پر باقاعدہ بحث ہو کہ کیا وجہ ہے کہ ہم دسویں سے چوتھے نمبر پر آ چکے ہیں اور اس وقت کیا ہو گا جب ہم پہلے نمبر تک پہنچ جائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو pending کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ اس کو دوبارہ Environment Department کو بھیجتے ہیں تاکہ وہ اس کا proper جواب بھیجیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری ایک اور شادی ہال والی تحریک التوائے کار تھی۔

جناب سپیکر: اب کیا کرنا ہے شادی کا؟ رہنے دیں اس پر پھر بات کریں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں مختصراً عرض کروں گی کہ یہ واقعہ 13۔ اکتوبر کا ہے اور 13۔ اکتوبر سے آج پانچ دن ہو گئے ہیں، باہر سینکڑوں بچے احتجاج کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ کے گوش گزار کروں تاکہ آپ متعلقہ منسٹر سے کہیں کہ اس معاملے کو حل کرائیں۔ چار ہزار طلباء کا future stake پر لگا ہوا ہے انہوں نے غلط پیپروں کی چیکنگ کے لئے اپنا احتجاج جاری رکھا ہوا ہے یہ ہمارے ملک اور صوبے کا مستقبل ہے۔ ان کے پیپر غلط چیک ہوئے ہیں اور پیپروں کی غیر معیاری چیکنگ ہوئی ہے کیونکہ چار ہزار کوئی معمولی تعداد نہیں ہے میرے خیال میں یہ بہت بڑی بات ہے اس پر گورنمنٹ کو فوری طور پر ایکشن لینا چاہئے۔ آج وہ چھ دن سے احتجاج کر رہے ہیں اور کسی نے ان کو جا کر چیک نہیں کیا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب سے پتا کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! محکمہ ہائر ایجوکیشن نے اس matter کو take up کیا ہوا ہے اگر یہ محترمہ اجلاس کے بعد میرے چیمبر میں آجائیں تو میں محکمہ سے پوچھ کر بتادوں گا کہ اس وقت اس کی existing position کیا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کل بھی احتجاج جاری تھا اور حکومت کی طرف سے کوئی بھی نہیں گیا تھا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! کسی کو باہر بھیجیں اور اُن کا احتجاج ختم کروائیں۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

مسودہ قانون تعلیم القرآن و سیرت انسٹیٹیوٹ پنجاب 2014

MR SPEAKER: The Punjab Institute of Quran and Seerat Studies Bill 2014. Minister for Law to introduce the Punjab Institute of Quran and Seerat Studies Bill 2014.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I introduce the Punjab Institute of Quran and Seerat Studies Bill 2014.

MR SPEAKER: The Punjab Institute of Quran and Seerat Studies Bill 2014 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Religious Affairs and Auqaf for report within two months.

قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، محترمہ فائزہ احمد ملک اور قاضی احمد سعید ایم پی اے صاحبان بھارتی جارحیت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بھارتی جارحیت کے خلاف ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بھارتی جارحیت کے خلاف ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بھارتی جارحیت کے خلاف ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

قرارداد

پاکستان کی کنٹرول لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر بھارتی جارحیت کی پرزور مذمت

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان کنٹرول لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر جاری بھارتی جارحیت کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ پاک فوج کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنا کر بھارتی حکومت بین الاقوامی قوانین کی مسلسل خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہے۔ یہ ایوان بھارتی جارحیت کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں پر اظہار غم کرتا ہے اور شہداء کی بلندئ درجات کے لئے دعا گو ہے۔ یہ ایوان بھارتی جارحیت کو بین الاقوامی سطح پر اٹھانے کے وفاقی حکومت کے اقدام کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ عالمی برادری کے ذریعے بھارتی جارحیت اور اس کے جارحانہ عزائم کا نوٹس لے کر اسے بین الاقوامی قوانین کی پابندی پر مجبور کیا جائے۔

مزید برآں یہ ایوان افواج پاکستان کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انہوں نے بھرپور انداز میں دشمن کو منہ توڑ جواب دیا ہے تاکہ آئندہ ایسی جرأت نہ کر سکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان کنٹرول لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر جاری بھارتی جارحیت کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ پاک فوج کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنا کر بھارتی حکومت بین الاقوامی قوانین کی مسلسل خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہے۔ یہ ایوان بھارتی جارحیت کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں پر اظہار غم کرتا ہے اور شہداء کی بلندئ درجات کے لئے دعا گو ہے۔ یہ ایوان بھارتی جارحیت کو بین الاقوامی سطح پر اٹھانے کے وفاقی حکومت کے اقدام کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ عالمی برادری کے

ذریعے بھارتی جارحیت اوراس کے جارحانہ عزائم کانوٹس لے کراسے بین الااقوامی قوانین کی پابندی پر مجبور کیا جائے۔

مزید برآں یہ ایوان افواج پاکستان کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انہوں نے بھرپور انداز میں دشمن کو منہ توڑ جواب دیا ہے تاکہ آئندہ ایسی جرأت نہ کر سکے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان کنٹرول لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر جاری بھارتی جارحیت کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ پاک فوج کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنا کر بھارتی حکومت بین الاقوامی قوانین کی مسلسل خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہے۔ یہ ایوان بھارتی جارحیت کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں پر اظہار غم کرتا ہے اور شہداء کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا گو ہے۔ یہ ایوان بھارتی جارحیت کو بین الاقوامی سطح پر اٹھانے کے وفاقی حکومت کے اقدام کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ عالمی برادری کے ذریعے بھارتی جارحیت اوراس کے جارحانہ عزائم کانوٹس لے کراسے بین الااقوامی قوانین کی پابندی پر مجبور کیا جائے۔

مزید برآں یہ ایوان افواج پاکستان کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انہوں نے بھرپور انداز میں دشمن کو منہ توڑ جواب دیا ہے تاکہ آئندہ ایسی جرأت نہ کر سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب سپیکر: اب وزیر قانون و پارلیمانی امور ایک قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دختر پاکستان ملالہ یوسف زئی کو

امن کا نوبل انعام 2014 ملنے پر مبارکباد دینے کے حوالے سے قرارداد پیش
کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت
قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دختر پاکستان ملالہ یوسف زئی کو
امن کا نوبل انعام 2014 ملنے پر مبارکباد دینے کے حوالے سے قرارداد پیش
کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت
قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دختر پاکستان ملالہ یوسف زئی کو
امن کا نوبل انعام 2014 ملنے پر مبارکباد دینے کے حوالے سے قرارداد پیش
کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

دختر پاکستان ملالہ یوسف زئی کو امن کا نوبل انعام 2014 ملنے پر مبارکباد کا پیش کیا جانا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!

"یہ ایوان دختر پاکستان ملالہ یوسف زئی کو امن کا نوبل انعام برائے 2014 ملنے پر
مبارکباد پیش کرتا ہے اور قوم کی اس بچی کے کارنامے کو دنیا بھر میں سراہنے پر
بڑے فخر کا اظہار کرتا ہے۔ نیز یہ ایوان بچیوں کے تعلیم کے لئے ملالہ کی کاوش اور
قربانی کو سلام پیش کرتا ہے اور ناخواندگی اور انتہا پسندی کے خلاف اس بچی کی آواز
پاکستان کے بچوں اور وسیع پیمانے پر دنیا بھر کے لئے ہمت، حوصلے اور امید کی کرن
ہے۔

مزید برآں یہ ایوان وفاقی حکومت کی طرف سے پاکستان میں بچوں کی تعلیم کے لئے ماحول یقینی بنانے کے لئے ہر سطح پر پالیسیوں اور پروگراموں کی پرزور تائید کا اظہار کرتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان دختر پاکستان ملالہ یوسف زئی کو امن کا نوبل انعام برائے 2014 ملنے پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور قوم کی اس بچی کے کارنامے کو دنیا بھر میں سراہنے پر بڑے فخر کا اظہار کرتا ہے۔ نیز یہ ایوان بچیوں کے تعلیم کے لئے ملالہ کی کاوش اور قربانی کو سلام پیش کرتا ہے اور ناخواندگی اور انتہاپسندی کے خلاف اس بچی کی آواز پاکستان کے بچوں اور وسیع پیمانے پر دنیا بھر کے لئے ہمت، حوصلے اور امید کی کرن ہے۔

مزید برآں یہ ایوان وفاقی حکومت کی طرف سے پاکستان میں بچوں کی تعلیم کے لئے ماحول یقینی بنانے کے لئے ہر سطح پر پالیسیوں اور پروگراموں کی پرزور تائید کا اظہار کرتا ہے۔"

چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان دختر پاکستان ملالہ یوسف زئی کو امن کا نوبل انعام برائے 2014 ملنے پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور قوم کی اس بچی کے کارنامے کو دنیا بھر میں سراہنے پر بڑے فخر کا اظہار کرتا ہے۔ نیز یہ ایوان بچیوں کے تعلیم کے لئے ملالہ کی کاوش اور قربانی کو سلام پیش کرتا ہے اور ناخواندگی اور انتہاپسندی کے خلاف اس بچی کی آواز پاکستان کے بچوں اور وسیع پیمانے پر دنیا بھر کے لئے ہمت، حوصلے اور امید کی کرن ہے۔

مزید برآں یہ ایوان وفاقی حکومت کی طرف سے پاکستان میں بچوں کی تعلیم کے لئے ماحول یقینی بنانے کے لئے ہر سطح پر پالیسیوں اور پروگراموں کی پرزور تائید کا اظہار کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

بحث

جمہوریت سے متعلقہ قرارداد پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے کی اگلی item جمہوریت سے متعلق قرارداد پر عام بحث ہے۔ قرارداد مورخہ 20-اکتوبر 2014 کو وزیر قانون پیش کر چکے ہیں، اس پر بحث جاری تھی اور اب بھی جاری رہے گی۔ اس میں جو صاحبان آ رہے ہیں ان میں حاجی ملک محمد وحید صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب ماجد ظہور صاحب، یہ کل کا کہہ گئے ہیں، محترمہ گلناز شہزادی صاحبہ!۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ جی، ملک محمد وحید صاحب تشریف لے آئے ہیں اور میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی بحث قرارداد کے حق یا مخالفت میں شروع کریں۔

حاجی ملک محمد وحید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں قرارداد کی مکمل تائید کرتا ہوں اور پاکستان اور پاکستان کی معیشت سے جو کھلواڑ کیا گیا میں اس پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جس دن ہم نے اس پیارے پاکستان کو حاصل کیا وہ ہماری آزادی کا دن تھا اور ہم نے پاکستان "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کی بنیاد پر حاصل کیا تھا لیکن اب طاغوتی طاقتوں کے جھنڈے تلے ایک پلان بنا اور وہ پلان جب پاکستان آ پہنچا تو انقلاب کی صورتحال اختیار کر چکا تھا۔

جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ 14-اگست 2014 والے دن پاکستان کے ساتھ جو کھلواڑ کیا گیا وہ دو انقلاب جو کہ خونیں انقلاب تھے جس پر اللہ رب العزت کی ذات پاک بھی ناراض ہوئی اور ایک وارننگ کے طور پر انہیں جھٹکا بھی دیا گیا لیکن اس جھٹکے کو بھی محسوس نہ کیا گیا، ڈالروں کی ہوس میں وہ دو انقلاب پاکستان کے دل کی طرف چلے کیونکہ وہ پاکستان کے دل پر ضرب لگانا چاہتے تھے۔ جب وہ خونیں انقلاب وہاں پر پہنچے تو انہوں نے پاکستان کے دل پر ضربیں لگائیں۔ اس سے آگے چلتے ہوئے ہم نے اس انقلاب کا تماشا دیکھا، وہ مداری ڈگڈگی بجاتے نظر آئے اور انہوں نے وہ تماشا سجایا جو ہمارے شایان شان نہ تھا۔ وہ ڈگڈگی بجانے والے مداری ہماری قوم کی بیٹیوں، عورتوں کو ڈھال بنا کر وہاں پر انہوں نے اپنے ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔ میں ان کھلواڑ کھیلنے والوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ بتائیں کہ آپ نے پاکستان کے future کو تباہ کرنے کے لئے ایسا کیوں کیا؟ ایسی کون سی ضرورت آپ کو پیش آ گئی کہ چودہ مہینے کے قلیل عرصہ میں آپ نے لانگ مارچ نکالا؟ آپ نے وہاں پر دھرنا دیا، ابھی تو ہم نے ترقیاتی

پراجیکٹ شروع کئے تھے، ابھی تو ان پر کام کرنا بھی باقی تھا، چین کے صدر نے یہاں آکر جو 35-ارب ڈالر کے منصوبے ہمیں دینے تھے وہ بھی کھٹارے میں ڈال دیئے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے قوم کا نقصان ہوا، ان دھرنے والوں کا کچھ نہیں گیا۔ ان کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے تھے اور یہ بھی ان باتوں کو سمجھ چکے تھے کہ اگر ان تمام پراجیکٹس پر کام مکمل ہو گیا تو پھر اگلی مرتبہ ہم کس بات پر سیاست کریں گے۔ میں اس کی مخالفت کرتے ہوئے اور مختصراً اپنی حاضری ڈالتے ہوئے عرض کروں گا کہ پاکستان کا ان دھرنوں سے بہت زیادہ نقصان ہوا ہے، اس سے پاکستان کی معیشت ڈوبی، کاروباری حضرات ڈوبے لیکن ان کو پھر بھی شرم نہ آئی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اب یہ ڈگڈگی بند ہونی چاہئے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اب یہ مداری والے تماشے بند ہونے چاہئیں، یہ آئیں یہاں پارلیمنٹ میں ہمارے ساتھ بیٹھ کر اسی پارلیمنٹ کا حصہ بن کر اپنی اصلاحات کو لائیں، ہم انشاء اللہ ان اصلاحات کو مانیں گے۔ اللہ آپ کا اور میرا حامی و ناصر ہو۔ پاکستان زندہ باد، اسلام زندہ باد اور آپ سب پائندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار شہاب الدین خان! تشریف نہیں رکھتے، احسن ریاض فتیانہ صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ ڈیموکریسی کے حق میں کل جو ایک قرارداد سامنے آئی ہے، مجھے یہ دیکھ کر بڑی تشویش ہوئی کہ موجودہ حکومت کو یہ قرارداد لانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی ہے۔ کیا insecurities پیدا ہو گئی ہیں کہ نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ یہ قرارداد لا کر، اپنے ہی چند بندے جو کہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، ان کے سامنے عوام کو یہ تاثر دینا کہ ہم یہ سب کچھ ڈیموکریسی کے لئے کر رہے ہیں۔ ابھی میرے بھائی یہاں پر بات کر رہے تھے کہ جی یہ ڈر گئے ہیں، اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں، اس طرح کی باتیں کرنے سے حقیقت چھپ نہیں سکتی۔ یہ چودہ مہینے کی بات کر رہے ہیں در حقیقت پچھلے پانچ سال کی پنجاب حکومت بھی انہی کے پاس تھی، یہی حکمران تھے انہوں نے ایک میٹرو بس چلانے کے علاوہ اس صوبہ پنجاب کے عوام کے لئے کیا کیا ہے؟

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ن) کی معزز خواتین ممبران نے "خدمت، خدمت" کی آوازیں لگائیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ ایسے نہ کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آج یہ جمہوریت کی بات کرتے ہیں، اصل جمہوریت، اصل ڈیموکریسی کیا ہوتی ہے؟ یہ تو ان کو پتا ہی نہیں ہے اگر ان کو real democracy کا پتا ہوتا تو آج وزیر اعظم کے

ساتھ ایسا نہ ہوتا۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ جب ادارے strong ہوتے ہیں تب ہی وہ چیف منسٹر یا پرائم منسٹر کو کوئی اہمیت دیتے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب ایک حکم دے رہے ہیں، جیسے بجلی کے بلوں کے بارے میں انہوں نے کہا لیکن ان کی باتوں کو کوئی سن نہیں رہا کیونکہ وہ ایک جمہوری وزیر اعظم نہیں ہیں، وہ ایک جعلی مینڈیٹ کے ذریعے آئے ہوئے وزیر اعظم ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج جہاں پر بھی وہ جاتے ہیں ان کے خلاف "گو، گو" کے نعرے لگ رہے ہیں۔ اگر یہاں پر real democracy ہوتی، صحیح اور شفاف الیکشن کے ذریعے آج یہاں پر بیٹھے ہوتے تو وہ جہاں جاتے وہاں پر ان کو اس طرح کی ذلالت کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! الفاظ میں تھوڑا سی احتیاط برتیں، ورنہ پھر ادھر سے بھی interruption ہو گی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ میں تو نہیں کہہ رہی، آپ جہاں بھی جائیں، آپ جس جگہ پر بھی جائیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ن) کی معزز خواتین ممبران نے No, No کہا)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایسی بات مت کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ جہاں بھی جائیں یہ باتیں موجود ہیں۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے آپ دیکھیں کہ کیا یہ real democracy ہے؟ یہاں پر ہمارے اپنے ہی لوگوں کو گولیاں مار کر چھلنی کیا گیا ہے اور انہی کے orders پر یہ ہوا ہے، میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ ڈیموکریسی ہے، ان کو ڈیموکریسی کے مطلب کا پتا ہے کہ ڈیموکریسی کیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ خاموشی اختیار کریں اور ان کی بات سنیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اب کیا ہم ان کی یہاں پر تعریفیں کرنی شروع کر دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ جو آج باتیں کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ عوام اب جاگ اٹھی ہے اور عوام ان کا وہ حشر کرے گی کیونکہ انہیں اس بات کا افسوس ہی نہیں کہ خواتین کے سینوں پر گولیاں چلائی گئی ہیں، ابھی یہ کہہ رہے ہیں کہ پچھلے سات سالوں میں ہم نے یہ کر دیا وہ کر دیا، آپ نے تو پچھلے سات سالوں میں صرف ایجوکیشن کا یہ حال کر دیا ہے کہ ان سات سالوں میں تیس لاکھ بچے سکولوں سے اٹھ

کر چلے گئے ہیں اس وقت وہ پڑھ نہیں رہے، کیا یہ ڈیموکریسی ہے؟ اس لئے عوام نے ان کو ووٹ دیئے تھے بلکہ ان کو تو عوام نے ووٹ دیئے ہی نہیں تھے، وہ تو سب پریشان ہیں کہ ہم نے تو ان کو ووٹ دیئے ہی نہیں تھے یہ کہاں سے آ کر ہمارے سر پر مسلط کر دیئے گئے ہیں۔ یہ ایک جعلی مینڈیٹ ہے، یہ ایک fake election ہے، شفاف الیکشن بالکل بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے آج یہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آج جو لوگ یہاں پر بیٹھ کر گُن گا رہے ہیں، ان کے لیڈرز تو اب بھی جہاں جاتے ہیں "گو نواز گو" کے نعرے لگ رہے ہیں۔ اب تو عید کی نماز بھی انہوں نے ڈر کے مارے اپنے گھر میں پڑھی ہے کہ یہ نہ ہو کہ وہاں پر لوگ ان کا حشر نشر کر دیں۔ یہ ایک مکافات عمل ہے، یہی ہوتا ہے جس وقت آپ قوم کے ساتھ، عوام کے ساتھ زیادتی کریں، عوام کا پیسا اس طرح سے ڈبوئیں، میٹرو بسوں پر ڈبوئیں تو پھر ایسے ہی ہوتا ہے۔ صحت کی حالت یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اربوں روپے صحت پر لگا دیئے ہیں پچھلے سات سال سے یہ حکومت میں ہیں اور اس وقت بھی ڈاکٹروں کی آٹھ ہزار اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ ہر چوتھے دن باہر ایک احتجاج ہو رہا ہوتا ہے، ایک protest ہو رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آرٹیکل 15 اور 16 کے تحت ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا پرامن احتجاج کرے، ان کو اب کیا ایسی ضرورت درپیش تھی، کیا ان کو ایسی مصیبت پڑ گئی تھی کہ یہ قرارداد لے آئے ہیں، میری بات سنیں اس قرارداد کی وقعت کیا ہے؟ مجھے بتائیں اس مقدس ایوان کے اندر جتنی قراردادیں آج تک پاس ہوئی ہیں ان میں سے کتنی قراردادوں پر عمل ہوا ہے؟ آپ کالا باغ ڈیم کی ہی example لے لیں اس میں کتنا follow up ہوا ہے اور اس مقدس فورم پر (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talk.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس وقت اربوں روپے لاء اینڈ آرڈر پر خرچ ہو رہے ہیں اور یہاں پر حالت یہ ہے کہ انصاف کے لئے تھانے کچہریوں میں جائیں تو دھکے ملتے ہیں، ان کی ایف آئی آر تک نہیں کٹتی۔ پچھلے دو مہینوں کے اندر آپ یہ دیکھ لیں کہ جب سے سانحہ ماڈل ٹاؤن ہوا ہے تو کتنے لوگوں کو حق مل سکا ہے، ان کی تو تفتیش بھی نہیں ہو سکی ہے، ان کی ایف آئی آر تک نہیں کٹ سکی، یہ تو ان کا حال ہے اور یہ اس کو ڈیموکریسی کہتے ہیں، actually democracy یہ نہیں ہے، یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے جو باریاں لگائی ہوئی ہیں وہ democracy ہے، اب تمہاری باری ہے اور اب ہماری باری ہے کیونکہ انہوں نے مک مکا کیا ہوا ہے لیکن عوام اب ان کے اس مک مکا پر بالکل یقین نہیں کرے گی وہ ان کو

بتائے گی۔ اگر ان میں تھوڑی سی بھی political sense ہوتی تو یہ پہلے دن ہی resign کر دیتے لیکن اچھا ہوا کیونکہ قدرت اوپر موجود ہے وہ ان کو دکھائے گی، یہ جہاں جہاں جاتے ہیں اب یہ لوگوں کو face نہیں کر پا رہے۔ ایک ٹائم آئے گا جب لوگ انہیں جوتیاں ماریں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آخری بات کر کے wind up کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جمہوریت اور ڈیموکریسی یہ ہوتی ہے کہ عوام آپ کو ووٹ دیتی ہے تاکہ آپ پر ان کا trust ہو لیکن اب لوگوں کا ان پر trust ختم ہو چکا ہے۔ ان کے پاس کوئی ایسی پلاننگ نہیں ہے، انہوں نے پچھلے سات سالوں میں کچھ deliver نہیں کیا۔ اگر deliver کیا تھا تو وہ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے کیا تھا۔ وہ منصوبے پر پورا ہوم ورک کر کے آتے تھے، وہ عوام کے پیسوں پر experiments نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے basic education free کی، انہوں نے ہیلتھ میں ایمرجنسی free کی، انہوں نے ریسکیو 1122 کا اجراء کیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ اگلی مقرر محترمہ گلناز شہزادی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب خالد غنی چودھری صاحب!۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ

نثار میں تیری گلیوں پہ اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے
جو چاہنے والا کوئی تیرے طواف کو نکلے
نظر جھکا کے چلے جسم و جان بچا کے چلے

جناب سپیکر! پاکستان کی ایک تاریخ ہے کہ اس ملک کے بننے کے بعد سے آج تک لیاقت علی خان سے میاں محمد نواز شریف تک جس نے بھی اس ملک کو ترقی کی طرف گامزن کرنے کی کوشش کی، اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی بات کی اور عوام کے دیئے گئے حق کے مطابق اقتدار کو کلی طور پر مانگنا چاہا تو کبھی لیاقت علی خان کو گولی کا سامنا کرنا پڑا، کبھی بھٹو کو پھانسی لگنا پڑا، کبھی نواز شریف کو جلاوطن ہونا پڑا۔ اس ملک کے اندر جو بھی عوام کے دیئے گئے اقتدار کے مطابق اپنا حق مانگتا ہے پچھلے 68 برسوں سے اس

ملک کی یہ ریت رہی ہے کہ جب انتخابات ہوتے ہیں عوام کسی جماعت کو کسی لیڈر کو حق حکمرانی دیتی ہے تو یہاں کاغذوں کے اندر رجسٹری تو کروادی جاتی ہے لیکن کلی اقتدار منتقل نہیں کیا جاتا۔ جو لوگ اپنے اس حق کو مانگتے ہیں تو پھر اس طرح کے گماشتے اٹھتے ہیں جو ان کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اور آج بھی میڈیا اس بات کا گواہ ہے کہ پیالی میں جو یہ طوفان کھڑا کیا جا رہا ہے، انقلاب اور آزادی مارچ کے نام پر جو ڈرامے رچائے جا رہے ہیں سوال یہ اٹھتا ہے کہ یہ اربوں روپے کی فنڈنگ کہاں سے ہو رہی ہے؟ تو آج پردے اُٹھ رہے ہیں کہ یونس الگوہر اور مہدی فاؤنڈیشن جن کی اپنی فنڈنگ یہودی جماعتوں کی طرف سے ہو رہی ہے وہ عمران خان اور پی ٹی آئی کے سپورٹر کیوں بنے ہوئے ہیں، وہ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ پاکستان کے اندر ان کی سوچ رکھنے والے لوگ یہاں آکر اقتدار پر براجمان ہو جائیں؟ یہاں پیپلز پارٹی کی طرف سے یہ بات بھی کی گئی کہ ہم نے 125 لوگوں کے ساتھ بڑے احسن طریقے سے ایوان چلایا لیکن پاکستان مسلم لیگ (ن) تین سو لوگوں کے ساتھ بھی ایوان نہیں چلا پا رہی تو فرق صرف اور صرف یہ ہے کہ جب نواز شریف آتا ہے تو وہ اس ملک میں عوام کا حق حکمرانی نافذ کرنا چاہتا ہے، میاں محمد نواز شریف آتا ہے تو اس ملک کے اندر موٹر وے بنتی ہے، میاں محمد نواز شریف آتا ہے تو اس ملک کے اندر ہوائی اڈے بنتے ہیں، میاں محمد نواز شریف آتا ہے تو پاکستان دنیا کی چھٹی ایٹمی طاقت بنتا ہے، میاں محمد نواز شریف آتا ہے تو اس ملک کے اندر میٹرو بس بنتی ہے، میاں محمد نواز شریف آتا ہے تو وہ اس ملک کو معاشی آزادی دلانے کی بات کرتا ہے، میاں محمد نواز شریف آتا ہے تو اس ملک کے اندر پہلی مرتبہ economic corridor کی بات ہوتی ہے۔ چائنا گوادر تک ایک نیا راستہ، ایک نیا روٹ بنانے کی بات کرتا ہے تو یہ لوگ جو پاکستان کو معاشی طور پر آزاد نہیں دیکھنا چاہتے پھر وہ سازشیں کرتے ہیں، پھر وہ ترقی کا راستہ روکنے کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس سارے سلسلے کی کڑیاں وہاں سے ملتی ہیں جو پاکستان کو ترقی کی طرف گامزن ہوتا ہوئے نہیں دیکھنا چاہتے۔ ہماری یہ دو جماعتیں دعویٰ کرتی ہیں کہ ہم پاکستان میں انقلاب لائیں گے، ہم پاکستان کے اندر تبدیلی لائیں گے تو مجھے یاد آتا ہے کہ 1977 کی نظام مصطفیٰ کی تحریک تھی تو مال روڈ پر خواجہ سراؤں نے ایک جلوس نکالا اور اس جلوس کے اندر وہ اپنے مخصوص انداز میں تالیاں لگا رہے تھے اور نعرے کیا تھے؟ اسلام کا سکہ ہم دنیا پر جمادیں گے۔

جناب سپیکر! یہ انقلاب کی باتیں کرنے والے بتائیں کہ انقلاب کن کے خلاف آیا کرتا ہے؟ انقلاب جاگیرداروں کے خلاف آتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! wind up کر دیں۔

جناب امجد علی جاوید: انقلاب پیروں کے خلاف آتا ہے۔ایک طرف پیر کھڑے ہوتے ہیں ایک طرف جاگیر دار کھڑے ہوتے ہیں اور یہ بات انقلاب کی کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! بہت شکریہ۔ جناب ذوالفقار علی خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ، سید عبدالعلیم شاہ صاحب !۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار خالد محمود وارن صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب جعفر علی ہوچہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب ذوالفقار غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے صوبائی وزیر قانون نے جو قرارداد پیش کی ہے میں سب سے پہلے تو اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کی ضرورت جتنی آج ہمارے ملک پاکستان میں ہے اس سے پہلے کبھی نہیں رہی کیونکہ پارلیمنٹ کی بالادستی اور مضبوطی بہت ضروری ہے اور یہ جمہوریت کا حسن ہے۔ ملک میں افراتفری اور انتشار پھیلایا گیا، میں سمجھتا ہوں کہ تحریک انصاف اور طاہر القادری صاحب کی جماعت نے جو زبان استعمال کی یہ اخلاقی قدروں کی پامالی ہے۔ دھرنوں کی سیاست سے ملک کی کون سی خدمت کی جارہی ہے؟ دھرنوں کی سیاست سے ملک کی خدمت ہو رہی ہے اور نہ ہی ہو گی۔ کنٹینروں سے ملک کبھی ترقی نہیں کرتا، کنٹینر لگا کر، کنٹینر میں بات چیت کر کے ملک معاشی طور پر اور نہ ہی ترقی کے لحاظ سے آگے بڑھ سکتا ہے۔ جن اپوزیشن جماعتوں نے قومی اسمبلی میں حکومت پاکستان کا ساتھ دیا میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جمہوریت کا صحیح حق ادا کیا ہے اور گیارہ سیاسی جماعتوں نے اس میں حصہ لیا۔ میں ان لیڈروں کی کیا بات کروں جو صبح کچھ کہتے ہیں دوپہر کو کچھ کہتے ہیں اور رات کو کچھ کہتے ہیں، وہ تو اپنی زبان کا پاس نہیں رکھتے تو انہوں نے جمہوریت کی کیا خدمت کرنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح جمہوریت کی کوئی خدمت کر سکتا ہے اور نہ ہی اس سے ملک ترقی کر سکتا ہے۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے دن رات خدمت کا سلسلہ جاری رکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی مثال پورے پاکستان اور کسی دوسری سیاسی جماعت یا لیڈر میں نہیں ملتی۔ انہوں نے IDPs کے حوالے سے بڑی خدمت کی ہے۔ بارڈر تک گئے، وہاں پر لوگوں سے ملے، ان کی حوصلہ افزائی اور مالی مدد کی اس کے بعد جب سیلاب آیا تو وہ ہر متاثرہ جگہ پر پہنچے۔ مورخہ 4۔ ستمبر کو بارشوں کا سلسلہ شروع ہوا اور 5۔ ستمبر 2014 کو ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سیالکوٹ تشریف لائے۔ اس کے بعد 7۔ ستمبر بروز اتوار کو وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف

سیالکوٹ تشریف لائے، انہوں نے پورے پاکستان میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا، وہاں پر وہ لوگوں کی خدمت، دلجوئی اور اظہار ہمدردی کرتے رہے۔ میں سیالکوٹ کا رہنے والا ہوں۔ ہمارے سیالکوٹ میں میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور حمزہ شہباز شریف متعدد مرتبہ آئے۔ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والی میری بہن ابھی جمہوریت کے حوالے سے بات کر رہی تھی اس وقت وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ اگر اس ملک میں جمہوریت نہ ہوتی تو آپ اس ایوان میں کیسے پہنچ سکتی تھیں؟ یہ جمہوریت کا ہی حُسن ہے کہ آپ اس ایوان کی ممبر ہیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف گجرات میں بھی گئے تھے۔ وہ لاہور، سیالکوٹ، چنیوٹ، وہاڑی، رحیم یار خان اور سیلاب سے متاثرہ ہر جگہ پر گئے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ صبح آٹھ بجے نکلتے اور رات گیارہ بارہ بجے تک متاثرہ علاقوں کا دورہ کرتے رہتے تھے۔ اس سے زیادہ اور کیا کیا جا سکتا ہے؟ حزب اختلاف نے تو "میں نہ مانوں" والی رٹ لگائی ہوئی ہے۔ یہاں پر لوگ پارٹیوں کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں میں کہتا ہوں کہ آپ پاکستان کے مفاد کی بات کریں کیونکہ اگر پاکستان ہے تو ہم ہیں اور اگر پاکستان نہیں تو ہم بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں ہمیشہ خُدا سے اپنے عقیدے کے مطابق دُعا کرتا ہوں تو میری دُعا ہے کہ خُداوند تعالیٰ ہمارے ملک میں امن اور صلح و سلامتی قائم رکھے۔ ہم سب میں محبت، پیار، رفاقت اور یگانگت قائم رکھے۔ آمین

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نجمہ بیگم صاحبہ!

محترمہ نجمہ بیگم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جو قرارداد پیش کی گئی ہے میں اس کی بھرپور حمایت کرتی ہوں۔ پچھلے دو تین ماہ سے ہمارے ملک میں کچھ لوگوں نے لال و سبز رنگ کے میلے لگائے اور دھرنے دیئے ہوئے ہیں۔ وہ کیا چاہتے ہیں؟ ہم ان میوزیکل پروگراموں کو سیاسی جلسے نہیں کہہ سکتے۔ یہ میوزیکل پروگرام ہماری نوجوان نسل کو بگاڑنے کی ایک بھرپور سازش ہے۔ آپ ان ماؤں سے جا کر پوچھیں جن کے بچے ان کے دھرنوں اور میوزیکل پروگراموں میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ سازشی عناصر ہمارے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن ہوتے نہیں دیکھ سکتے کیونکہ یہ محب وطن نہیں ہیں۔ یہ لوگ ہمارے بچوں کو بگاڑ رہے ہیں۔ کیا قائداعظم محمد علی جناحؒ اور محترمہ فاطمہ جناحؒ نے پاکستان اس لئے بنایا تھا کہ یہاں پر نوجوان نسل کو بگاڑنے کی سازش کی جائے؟ ہمیں ایسی آزادی نہیں چاہئے۔ ہم آزاد ہو چکے ہیں، پاکستان حاصل کر لیا ہے اور اب ہم نے اس ملک کو ترقی کی طرف لے کر جانا ہے۔ میاں محمد نواز

شریف اور میاں محمد شہباز شریف اس ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں اور انشاءاللہ یہ ملک ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! یہ دھرنوں کی سیاست کرنے والے ہماری عوام اور نوجوانوں کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔ پرانا مٹیریل اکٹھا کیا ہوا ہے اور نئے پاکستان کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ ملتان کے جلسے اور میلے میں ہمارے نوجوان مر رہے تھے، پی ٹی آئی کے قائدین انہیں سٹیج سے مرتا ہوا دیکھ رہے تھے لیکن اس کے باوجود بھی یہ اپنی تقریریں جاری رکھے ہوئے تھے۔ میں کہتی ہوں کہ یہ ہمارے نوجوانوں کو کبھی بھی بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ میں سمجھتی ہوں کہ انہوں نے الزامات لگانے کا ورلڈ کپ جیت لیا ہے۔ آئے روز نئے نئے الزامات لگاتے ہیں۔ ہمارا ملک اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ہم نے اپنے ملک کو ترقی کی طرف لے کر جانا ہے۔ ان سے چھوٹا گھر یعنی اپنا صوبہ تو سنبھالا نہیں جاتا اور یہ بڑے گھر پر نظریں رکھے ہوئے ہیں۔ کیا یہی تبدیلی اور انقلاب ہے؟ اس انقلابی دھرنے کی وجہ سے پانچ سو خواتین کو طلاقیں ہو چکی ہیں۔ اس دھرنے میں شامل پانچ سو خواتین کو اب تک طلاقیں ہو چکی ہیں۔ کیا یہ انقلاب ہے؟ اس انقلابی دھرنے کی وجہ سے ہماری نوجوان نسل بگڑ رہی ہے۔

جناب سپیکر! ہم جمہوریت چاہتے ہیں کیونکہ ہمارا ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے بہت ساری قربانیاں دی ہیں۔ اس ملک میں ہماری ماؤں، بہنوں اور بزرگوں کا خون شامل ہے۔ ہم ایسے رنگ برنگے میلوں اور میوزیکل پروگراموں سے تبدیلی نہیں چاہتے۔ ان کے پروگراموں میں شامل خواتین کو جس طرح سے میڈیا پر دکھایا جاتا ہے اس سے ہمیں شرمندگی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خواتین کو سیاست میں آنے سے روک دیا جائے کیونکہ جس قسم کی حرکات ان کے پروگراموں میں میڈیا دکھا رہا ہے اس سے تو ہمارے سر شرم سے جھک گئے ہیں۔ ہم نے قائداعظم محمد علی جناح اور محترمہ فاطمہ جناح کے vision کے مطابق اس ملک پاکستان کو بنانا ہے اور اس ملک کو ترقی کی طرف لے کر جانا ہے۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ہمارا ملک ترقی کر رہا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ مزید ترقی کرے گا۔ میں آخر میں ایک شعر عرض کروں گی کہ:

ارادے جن کے ہوں پختہ نظر جن کی خُدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ثریا نسیم صاحبہ!

محترمہ ثریا نسیم: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اسلام آباد میں دھرنے ہو رہے تھے اب جو اپنے ہتک آمیز انجام تک پہنچ گئے ہیں میں ان کے حوالے سے بات کروں گی۔ دھرنے والوں نے ان شہروں میں رہنے والے لوگوں کو عذاب میں مبتلا کیا جہاں سے انہوں نے دو دو سیٹیں جیتی تھیں۔ انہوں نے راولپنڈی اور اسلام آباد کے شہریوں کا جینا حرام کیا۔ ان کے بچوں کی تعلیم متاثر ہوئی اور لوگوں کو آنے جانے اور اپنے رشتہ داروں کو ملنے میں مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی طرح دھرنے والے سیکرٹریٹ میں ملازمت کرنے والوں کی تلاشی لیتے تھے۔ یہ ایک بہت بڑی سازش تھی۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گی کہ:

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

جناب سپیکر! یہ اپنے باجماعت دھرنوں میں عوام کے مسائل لے کر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ بتا رہے تھے کہ ہمارے دل میں عوام کا درد ہے۔ ان کے دل میں عوام کا درد نہیں بلکہ یہ تین بڑوں کی لڑائی تھی۔ یہ وہ قوتیں تھیں جو پاکستان کی مضبوط معیشت، ترقی اور خوشحالی کو نہیں دیکھ سکتیں۔ انہی دنوں میں صدر عوامی جمہوریہ چین کا دورہ پاکستان ملتوی ہوا۔ آپ کے علم میں ہوگا کہ پچھلے سال وزیر اعظم پاکستان نے چین کے ساتھ کاشغر سے گوادر تک جدید ترین موٹر وے بنانے کا معاہدہ کیا تھا۔ اسی طرح تیل کی پائپ لائن بچھانے اور ریلوے ٹریک بنانے کے معاہدے بھی ہوئے تھے۔ پاکستان اور چین کی دیرینہ اور مضبوط دوستی ہے جس سے دونوں ملکوں کا فائدہ ہو رہا ہے۔ چین اپنے مغربی اور پاکستان کے پڑوس میں واقع صوبہ سنکیانگ میں صنعتیں لگانا چاہتا ہے۔ صوبہ سنکیانگ کو ترقی دینا چاہتا ہے۔ مغربی چین میں ان کی جو بندرگاہیں ہیں ان کا سنکیانگ سے فاصلہ پانچ ہزار کلومیٹر کا ہے جبکہ گوادر سے یہ فاصلہ صرف پچیس سو کلومیٹر بنتا ہے۔ اسی طرح سمندری راستہ بارہ ہزار کلومیٹر کا ہے۔ گوادر سے وہ فاصلہ بہت کم ہے۔

جناب سپیکر! گوادر سے فاصلہ کم ہونے کی وجہ سے چائنا کو عالمی منڈی میں اپنی مصنوعات لے جانے سے اُس کو تیل، ٹرانسپورٹ اور کرایہ کے extra charges بچیں گے تو اُس کی مصنوعات عالمی منڈی میں سستی پہنچیں گی اس وجہ سے عالمی طاقتیں جن کو چائنا کے ساتھ ہماری دوستی ایک آنکھ نہیں بھاتی تو اُن کی معیشت تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔

جناب سپیکر!میں اس کے ساتھ ساتھ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش کروں گی کہ انہوں نے ان دھرنوں کے دوران صبر، بُردباری اور تحمل کا مظاہرہ کیا۔ کہتے ہیں کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ انہوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور انہوں نے پاکستانی سیاست میں جمہوریت کے ایک نئے اسلوب کو متعارف کروایا جو جمہوریت کا پہلا اصول برداشت ہے۔ وہ کہتے ہیں!

عُرفی تُو مندیش زہوہائے رقیباں
آوازِ سگاں کم نہ کنند رزقِ گداراں

انشاء اللہ تعالیٰ اُن کے دھرنے ہتک آمیز اختتام تک پہنچ چکے ہیں اور پاکستان اسی طرح سے ترقی کی جانب جائے گا اور وہ دشمن عناصر جو پاکستان کو بڑھتا اور پھلتا پھولتا نہیں دیکھنا چاہتے وہ اپنے انجام تک پہنچ رہے ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ پہنچیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر نجمہ افضل صاحبہ!

ڈاکٹر نجمہ افضل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے جمہوریت کے حوالے سے پیش ہونے والی قرارداد کی حمایت کرتی ہوں اور دھرنوں کی سیاست کی پُرزور مذمت کرتی ہوں۔ یہ دھرنے سراسر پاکستان مسلم لیگ(ن) کے developmental agenda کو sabotage کرنے کے لئے کئے گئے ہیں۔ ملک میں ایک منظم سازش کے تحت افراتفری اور انتشار پھیلایا گیا۔ پاکستان میں شروع کئے گئے جتنے بھی ترقیاتی پروگرام تھے اُن کی slow speed کرنے کے لئے یہ دھرنے دیئے گئے۔ چور دروازے سے اقتدار حاصل کرنے کا ایک کھیل کھیلا گیا۔ جمہوری پارٹیوں نے اظہارِ یکجہتی کرتے ہوئے اس کھیل کو ناکام بنا دیا۔ میں اُن تمام جمہوری پارٹیوں کو salute پیش کرتی ہوں جنہوں نے کھڑے ہو کر جمہوریت کا ساتھ دیا اور جمہوریت کو کامیاب کیا۔ ترقی یافتہ ممالک میں حکومتوں کے خلاف احتجاج ہوتے ہیں لیکن وہاں پر انہیں ایک time fix دیا جاتا ہے اُس کے لئے پیشگی اجازت بھی لینی پڑتی ہے تاکہ حکومت اور عوام کو disturbance نہ ہو لیکن یہاں پر دو ماہ کے لئے دھرنے دیئے گئے اور پورے اسلام آباد کو یرغمال بنا دیا گیا۔ تمام کاروبار معطل کر دیئے گئے، بچوں کے سکول وقت پر نہیں کھل سکے اور اُس کے بعد affects یہ ہوئے کہ ملک میں افراتفری کا جو منظر پیش کیا گیا کہ باہر ہمارا جو image گیا اُس سے ہمارے investors آنا بند ہو گئے جس کی سب سے بڑی مثال چائنا کے delegation نے آنا تھا جو کہ دورہ ملتوی ہو گیا تو اس سے معیشت کو سب سے بڑا نقصان پہنچایا گیا۔ میں

سمجھتی ہوں کہ یہ ایک گہری سازش تھی اور اس کو ہم بروقت پہچان گئے۔ ان دھرنوں سے Stock Exchange crash ہو گیا جس سے ڈالر کی قیمت چڑھ گئی لیکن اب یہ دھرنے اپنی موت آپ مر رہے ہیں جیسا کہ کل ڈاکٹر طاہر القادری کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ اسلام آباد سے دھرنے ختم کئے جا رہے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت خوش آئند فیصلہ ہے، دیر آید درست آید۔ اسی طرح میں expect کرتی ہوں کہ عمران خان صاحب بھی اس پر غور کریں اور عوام کی بہتری و قوم کی ترقی کے لئے ان دھرنوں کے خاتمے کا اعلان کریں۔ اس وقت ملک کو بے پناہ چیلنجز درپیش ہیں۔ ہمارے 10 لاکھ IDP's بے گھر بیٹھے ہیں جنہوں نے امن کی خاطر قربانیاں دی ہیں۔ ہماری بہادر اور غیور افواج پاکستان ملک میں امن قائم کرنے کے لئے میدان جنگ میں ہیں۔ اس وقت ضرورت ہے کہ ہمارے تمام عوام پوری طرح سے یکسوئی کا اظہار کریں اور افواج پاکستان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے ان کے پیچھے کھڑے ہوں لیکن کنٹینرز سیاست کیا کر رہی ہے؟ وہ روز کھڑے ہو کر الزام تراشیاں کرتے ہیں اور ہمارے بچوں کو بہکا رہے ہیں اور انہیں ترغیب دے رہے ہیں کہ وہ civil disobedience کریں تو ہمیں ایسی سیاست نہیں کرنی جو عوام کو غلط راستے پر چلنے کی طرف لے جائے۔ وہ پہلے خیبر پختونخوا میں deliver کر کے دکھائیں اور پھر پانچ سال کے بعد عوام کے ووٹوں سے جیت کر آئیں تو پھر میں سمجھوں گی کہ اُن کی سیاست صحیح ہے۔ سیلاب زدہ عوام کا ساتھ دیں اُن کی خدمت کریں۔ یہ وقت mid-term election کا نہیں ہے بلکہ کام اور صرف کام کرنے کا وقت ہے۔ حکومت کو ابھی صرف سوا سال ہوا ہے اور انشاء اللہ میاں محمد نواز شریف اپنی مدت پوری کریں گے۔ ہمیں سسٹم کو سنوارنے کے لئے جو reforms لانی ہیں اُن کے لئے کوششیں تیز کرنی ہوں گی اور میں تمام ممبران اسمبلی سے یہ کہوں گی کہ وہ دیانت داری سے اپنے کام کی طرف توجہ دیں اور انہوں نے جو الزام لگائے ہیں اُن کو غلط ثابت کریں۔ میں آخر میں ایک شعر عرض کرتی ہوں۔

بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عُقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لئے

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محمد ارشد ملک صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب!۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے اپنا نام کل کے لئے پیش کیا تھا تاکہ میری بات یہ پورا ایوان بھی سُنے اور میڈیا بھی سُنے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ رانا منور غوث صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں بھی صبح بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جاوید اختر لنڈ صاحب!۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ منڈا صاحب! آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کل انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ بھی کل ہی بات کر لیں۔ محترمہ نبیرہ عندلیب صاحبہ!

محترمہ نبیرہ عندلیب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتی ہوں اور اس موقع پر اپنے لیڈران کی برداشت اور تحمل کا مظاہرہ جو دیکھا گیا ہے وہ بہت قابل ستائش اور تاریخی ہے۔ پاکستان تحریک انصاف اور ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے حوالے سے تو آپ سب جانتے ہیں کہ انہوں نے کیا کردار پیش کیا ہے۔ میں ان کے followers اور دھرنوں میں شریک ہونے والے لوگوں کے سامنے ایک سوال رکھتی ہوں کہ وہ ضرور سوچیں کہ انہوں نے کیا کھویا ہے اور کیا پایا ہے؟ میری نظر میں IDP's اور سیلاب سے سامنے آنے والے مسائل سے صرفِ نذر کرنے کے لئے یہ سب کیا گیا۔ خیبر پختونخوا کی حکومت کی جو ذمہ داری تھی وہ انہوں نے نہیں نبھائی اور وہ دھرنوں کی نذر ہو گئی۔ میں سمجھتی ہوں کہ IDP's اور سیلاب زدگان کی بحالی کے حوالے سے اس وقت ملک کے جو مسائل ہیں اُن میں عوام کو جوش کے ساتھ حصہ لینا چاہئے تھا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ جوش ہمیں دھرنوں میں نظر آیا۔ یہ جوش خصوصاً اُن خواتین میں نظر آیا جنہوں نے ہاتھ لہرا کر، سٹکرز لگا کر اور جھنڈے اُٹھا کر جوش کا مظاہرہ کیا۔ کیا اُن کے ذہن میں IDP's کی خواتین کا خیال نہیں آیا کہ وہ خواتین جن کا ایک مذہبی کلچر ہے اُس کی وجہ سے وہ بہت سے مسائل کا شکار ہیں۔ میں اب حکومت کے لئے ایک بات سنجیدگی کے ساتھ کہنا چاہوں گی کہ حکومت IDP's اور سیلاب زدگان کی بحالی کے لئے اچھے اقدامات کرے ہم انشاء اللہ اُن کے ساتھ ہیں لیکن IDP's کی خواتین کے لئے خصوصی طور پر میری

تجویز ہے کہ تیسرے اور چوتھے سال یعنی آخری سالوں میں جو ڈاکٹر پڑھ رہے ہیں اُن کی ڈیوٹیاں وہاں لگائی جائیں تاکہ اُن کے medical problems حل ہو سکیں اور اُن خواتین کی مدد ہو سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 23۔اکتوبر 2014 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔